# ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT

# اوصافِ نبوت

مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ تو کر دیا لیکن نبوت کی کسی ایک صفت پر پورا اترنا تو کجا انسانیت کے معیار پر بھی پورا نہیں اتر سکا۔

سید الشہداء

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

فلمی دنیا میں اسلامی انقلاب

## مرزا قادیانی دی اکھ مٹکے دی شادی

مرزائیوں کی خطرناک سازش کی نشاندہی

ہندوستانی مسلمانوں کی ہجرت

اپنے نبی کی سنت

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی

# قادیانیوں کو پاکستان پر مسلّط کرنے کی بین الاقوامی سازش

## کیا حکومت پاکستان بھی اس سازش میں شریک ہے؟ ایک لمحہ فکریہ!

- امریکہ، پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف آئینی و قانونی اقدامات واپس لینے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے۔
- قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن کے قادیانی اجتماع میں بھارتی ہائی کمشنر کو بلا کر اس کی موجودگی میں بھارت زندہ کے نعرے لگوائے۔
- قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو سبوتاژ کرنے کے لئے پاکستان میں بین الاقوامی سائنس کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔
- حکومت پاکستان نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے واضح فیصلہ کے اعلان کے بعد اس پر عملدرآمد روک دیا۔
- چار ممالک میں قادیانی سفیر مقرر کئے گئے، جن میں جاپان جیسا اہم ملک بھی شامل ہے۔
- لادین 'لابیاں' آٹھویں ترمیم کے خاتمہ کے عنوان سے امتناع قادیانیت کے صدارتی آرڈیننس اور دیگر اہم اسلامی اقدامات کو ختم کرانے کے لئے متحرک ہو گئیں۔
- جسٹس سعد سعود جان کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کئے جانے کی افواہیں گرم ہیں جو مبینہ طور پر قادیانی ہیں۔
- قادیانیوں نے ڈش انٹینا کے ذریعے بے خبر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بین الاقوامی نشریاتی مہم کا نیا جال پھیلا دیا۔

## ان حالات میں آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟

- سنجیدگی کے ساتھ سوچئے اور آخری فیصلہ کرنے سے قبل اپنے ضمیر سے استفسار کے ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت کے لئے ملت اسلامیہ کی ایک صدی پر محیط طویل جدوجہد اور غیور مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے......!

ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمساری اور رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔

خدا نہ کرے ● خدا نہ کرے ● خدا نہ کرے

منجانب: کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان فون ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

( AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE )

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد ۱۲ | ۲۸ ذی الحجہ تا ۵ محرم الحرام ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴ جون ۱۹۹۳ء | شمارہ : ۳

## اس شمارے میں

۱: اداریہ ــــ ۳
۲: اوصافِ نبوت ــــ ۶
۳: بلائے ناگہانی ــــ ۷
۴: سید الشہداء حضرت حمزہؓ ــــ ۸
۵: ہندوستانی مسلمانوں کو نصیحت ــــ ۱۰
۶: عقیدے اور عمل میں توحید کا حکم ــــ ۱۲
۷: اسلام میں عورت کا مقام ــــ ۱۳
۸: آپ کے مسائل ــــ ۱۴
۹: حضرت مولانا مسعود سلیم صاحبؒ ــــ ۱۵
۱۰: عقیدۂ ختم نبوت ــــ ۱۸
۱۱: مرزا قادیانی دی اکو منگے دی شادی ــــ ۲۰
۱۲: تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل ــــ ۲۲

**سرپرست**
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

**نگران اعلیٰ**
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

**معاون مدیر**
مولانا منظور احمد الحسینی

**سرکولیشن منیجر**
محمد انور

**قانونی مشیر**
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

**رابطہ دفتر**
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰، پاکستان
فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199

**چندہ اندرون ملک**

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۱۵۰ روپے |
| ششماہی | ۷۵ روپے |
| سہ ماہی | ۴۵ روپے |
| فی پرچہ | ۳ روپے |

**چندہ بیرون ملک**

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک اور ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۳۳ کراچی پاکستان بھیج کر رسید

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ــــ طابع: سید شاہد حسن ــــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــــ مقام اشاعت: ۱۰۱۵ [illegible] کراچی

# مرزائیوں کی ایک خطرناک سازش کی نشاندہی

پاکستان کے منشیات فروش سعودی عرب میں بھی سرگرم عمل ہو گئے ہیں۔ اخباری اطلاع کے مطابق سعودی عرب میں منشیات بالخصوص ہیروئن کی وباء کس حد تک پھیل چکی ہے اور پاکستانی اس میں کس حد تک ملوث ہیں۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ چند ماہ قبل سعودی حکام کی ایک خصوصی ٹیم نے دارالحکومت ریاض میں پاکستان کے سفیر کی سرکاری قیام گاہ کے احاطے میں واقع سرونٹ کوارٹرز میں رہائش پذیر ڈرائیور کو اپنے ساتھی کے قتل اور منشیات کی تیاری کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ دوران تفتیش معلوم ہوا کہ ملزم اور مقتول طویل عرصے سے سفارتی تحفظ کی آڑ میں منشیات کی اسمگلنگ اور اس کی تیاری اور فروخت کے گھناؤنے دھندے میں ملوث تھے کسی بات پر چند روز قبل دونوں میں تنازعہ ہوا جس پر مشتعل ہو کر ملزم نے اپنے ساتھی کو ہلاک کر کے اس کی لاش کو آگ لگا دی اور اسے کمرے کے اندر ہی دبا دیا۔ تاہم لاش کی بدبو باہر پھیلی تو کارروائی کر کے لاش برآمد کر لی۔ گرفتار شخص کے ورثاء پاکستان اور صوبہ سرحد کے کونے کونے میں مقتول کے ورثاء کو تلاش کر چکے ہیں تاکہ سعودی قوانین کے مطابق انہیں خون بہا دے کر قاتل کو بری کرایا جا سکے مگر مسلسل تلاش کے باوجود بھی مقتول کے ورثاء کا کوئی نام پتہ نہیں مل سکا اس واقعہ کو ابتداء میں پریس سے چھپایا گیا مگر بالآخر معاملہ سعودی پریس میں آ ہی گیا۔ سعودی عرب میں پاکستانی سفیر ولی اللہ خویشگی کو اگرچہ پہلے ہی اسلام آباد طلب کر لیا گیا مگر اس واقعہ کی اشاعت کے ساتھ ہی ان کی نئی پوسٹنگ روک دی گئی۔ خویشگی کی شہرت اگرچہ ایک اصول پسند ذمہ دار اور محتاط سفارت کار کی تھی مگر ان کی ناک کے نیچے رونما ہونے والے اس واقعہ سے نہ صرف انہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا بلکہ حکومتی و سفارتی حلقوں میں بھی پاکستان اور پاکستانیوں کی خوب جگ ہنسائی ہوئی۔ گزشتہ تین چار ماہ سے سعودی عرب جیسے اہم اسلامی ملک میں پاکستانی سفیر نہیں ہے اور تمام امور نئے قونصل جنرل راشد سلیم چلا رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کچھ مسلم دشمن اور حرم دشمن طاقتیں جن کا یہ بس تو نہیں چلتا کہ وہ حرم شریف پر وار کر سکیں البتہ انہوں نے وہاں کے نوجوانوں کو نشے کی راہ پر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ یہاں ہم کراچی میں فٹ پاتھوں' پارکوں اور سڑکوں کے اردگرد گھنی جھاڑیوں میں بیٹھے یا پڑے ہوئے ہزاروں نشہ بازوں کو دیکھتے ہیں جو "دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا" کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ ان میں بعض تو اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہ نشہ ایسی لعنت ہے جس نے دوسرے شہروں کی طرح کراچی کے بھی ہزاروں گھر اجاڑ دیئے۔ ہیروئن ایک ایسا خطرناک نشہ ہے جو ایک اچھے تومند اور قابل رشک صحت والے نوجوان کو نہ صرف عقل و خرد سے بیگانہ کر دیتا ہے بلکہ خدا اور رسول اور مذہب سے بھی دور کر دیتا ہے۔

سعودی عرب اہل اسلام کا مرکز ہے جہاں ہمارے دو مقدس مقام ہیں یعنی بیت اللہ شریف اور روضہ پاک رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔ تیسری خصوصیت سعودی عرب کی یہ ہے کہ آج ہم اپنے ملک پاکستان کو مسلم مملکت تو کہہ سکتے ہیں اسلامی مملکت نہیں کیونکہ یہاں اسلام کا قانون نافذ نہیں جبکہ سعودی عرب میں کافی حد تک اسلامی قوانین کی عملداری ہے جیسے قتل کی سزا قتل اور چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا وغیرہ وغیرہ۔ وہاں کے دو مقدس مقامات جو مسلمانوں کے مرکز ہدایت ہیں اور پھر وہاں پر اسلامی قوانین کی عملداری دشمنان اسلام کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتی رہتی ہے۔ مزید یہ کہ سعودی حکومت پوری دنیا میں ان تنظیموں کی جو کسی بھی انداز میں اشاعت و فروغ اسلام کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ دامے درمے قدمے سخنے امداد کرتی رہتی ہے۔ سعودی حکومت کی مساعی سے لاکھوں غیر مسلم مسلمان ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

سعودی حکومت اس محاذ پر جتنی زیادہ سرگرم ہوتی ہے اتنی ہی اس کے خلاف سازشوں میں تیزی آجاتی ہے۔ سازشوں کے سرغنہ عیسائی ہیں اور ان کے دلال مرزائی ہیں۔ مرزا قادیانی سے قادیان میں نبوت کا دعویٰ اس لئے کرایا گیا کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبی ہندی اور عجمی کا تصور عام کیا جائے اور حرم شریف کے مقابلہ میں ایک نئے کعبہ کو جنم دیا جائے تاکہ وہ مرکز ہدایت حرم شریف پر اثر انداز ہو۔ چنانچہ مرزا محمود نے اپنے ایک شعر میں مذکورہ تصور کو یوں پیش کیا ہے۔

یاصدق محمد عربی چوہا احمد ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

خانہ کعبہ کے متعلق مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

یہ شعر بھی مشہور ہے۔

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیاں فخر عجم ہے

انگریز نے عربی اور عجمی نبی کی جو تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اسے یوں تو علمائے حق اسی وقت بھانپ گئے تھے لیکن جب پنڈت جواہر لعل نہرو کے

مرزائیوں کے حق میں مضامین آئے اور اس کا مرزائیوں نے استقبال کیا تو اس وقت علامہ اقبال نے اس مسئلہ کو اٹھایا۔ انہوں نے اپنے مضمون "اسلام اور احمدیت" مندرجہ رسالہ "اسلام لاہور" جلد نمبر ا شمارہ نمبر ۱۹ '۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء میں لکھا۔

"اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی (فداہ امی وابی) کی امت میں سے قطع برید کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتادوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جب نازک دور سے وہ گزر رہے ہیں اس میں ان کی اندرونی یک جہتی کس قدر ضروری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگریز قواء سے محترز رہنا لازمی ہے جو اصلاحی تحریکوں کے روپ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ پنڈت جی کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی فرمائیں۔" (ترجمہ)

اسی طرح مرزائیوں نے رسول مدنی کے مقابلے میں مرزا قادیانی کو رسول قدنی کہا جیسا کہ مرزائیوں کی ایک مشہور نظم ہے۔ اس کے دو مصرعے ملاحظہ ہوں۔

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی
ترے صدقے ترے قربان رسول قدنی
آسمان اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے
ترے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

یہاں تک تو صرف نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبی ہندی اور نبی مدنی کے مقابلہ میں نبی قدنی کا تصور پیش کیا۔ اس کے بعد نبی عربی کا تصور ہی مٹانے کی کوشش کی۔ قاضی اکمل کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

یہ موضوع خاصا تفصیل طلب ہے۔ ہم اجمال سے کام لیتے ہوئے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ہر طرح سے اور ہر انداز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا اور مرزائی بھی ہر طریق اور ہر انداز میں اس تصور کو عام کرنے میں بہت زیادہ مصروف ہیں۔

اب ان کا بڑا وار سعودی عرب ہے کیونکہ وہ مرکز اسلام اور مرکز ہدایت ہے اور چونکہ بقول علامہ اقبال۔

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جدائی

اس لئے مرزائی اس مرکز سے مسلمانوں کا رشتہ و تعلق ختم کرنا چاہتے ہیں چونکہ مرکز کو ختم کرنا ان کے بس کی بات نہیں بلکہ مسلمانوں کا رشتہ و تعلق بھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ کمزور کیا جا سکتا ہے اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہاں کی نوجوان نسل کو نشے کا عادی بنا دیا جائے۔ جس خبر کا ہم نے شروع میں حوالہ دیا ہے اسے پڑھ کر ہمیں مذکورہ بالا سازش کی بو محسوس ہو رہی ہے۔ خبر کے مطابق مقتول کے ورثاء صوبہ سرحد کے بتائے جاتے ہیں جبکہ ملزم کے ورثاء تلاش کے باوجود مقتول کے ورثاء کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تاکہ سعودی قوانین کے مطابق خون بہا ادا کر کے قاتل کو موت سے بچایا جا سکے۔

بہرحال ہمیں قاتل اور مقتول یا ان کے ورثاء سے کوئی غرض نہیں ہمیں ان کے گھناؤنے کاروبار پر افسوس ہے جو وہ سفارتی تحفظ کی آڑ میں وہاں انجام دے رہے تھے۔ اسی کاروباری تنازعہ پر ان میں تو تکار ہوئی اور قتل تک نوبت پہنچ گئی۔ اگر وہ مسلمان ہو کر ہیروئن کا کاروبار کر رہے تھے تو انہیں استعمال کیا گیا ہے اور استعمال کرنے والے مرزائی ہو سکتے ہیں اور اگر وہ مرزائی ہیں تو یہ کاروبار ان کے ہاں معیوب نہیں کیونکہ وہ تو شراب کا کاروبار بھی کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ جس کو اپنا نبی مانتے ہیں وہ شرابی بھی تھا اور افیونی بھی۔

اس واقعہ کے بعد سعودی عرب تعلقات متاثر ہوں گے اور وہاں جو لوگ حصول روزگار کے لئے جاتے اور ملک میں زرمبادلہ بھیجتے ہیں اس پر اثر پڑے گا۔ آپ یہ سوچیں گے کہ مذکورہ واقعہ میں قادیانی کیسے ملوث ہیں؟ تو جناب! ہیروئن فروشی کا واقعہ آج سے دو سال پہلے متحدہ عرب امارات میں ہو چکا ہے جو افراد ملوث پائے گئے ان میں سے تین کا تعلق ربوہ سے تھا جو سزا سے بچنے کے لئے گرفتاری کی کو بو سونگھتے ہی فوراً "پاکستان بھاگ آئے۔ اگر متحدہ عرب امارات میں مرزائی ایسا دھندہ کر سکتے ہیں تو مرکز اسلام سعودی عرب میں کیوں نہیں کر سکتے وہ تو ان کی آنکھ کا کانٹا ہے۔

سعودی عرب میں اس وقت ہزاروں قادیانی موجود ہیں جو شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پہنچ چکے ہیں اس لئے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھا جائے اور وہ رکھ بھی دیا گیا تھا لیکن مرزائیوں نے اپنی تجوریوں کے منہ بھنگیوں کے لئے کھول دیئے' انہیں استعمال کرنا شروع کر دیا' جلوس نکلوائے گئے' نام بھنگیوں کا ہوتا تھا لیکن جلوسوں میں شریک افراد کی اکثریت انگریز کے نبی یعنی مرزائیوں کی ہوتی تھی۔ ان جلسوں اور جلوسوں کے سامنے حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اور مذہب کا خانہ واپس لے لیا گیا (گو واضح اعلان نہیں کیا) اب قادیانی سعودی عرب جا سکیں گے۔ وہاں حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کر سکیں گے اور وہاں ہیروئن کا کاروبار کر کے نئی نسل کو بے راہ رو کر سکیں گے۔

# اوصافِ نبوت

**مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ تو کر ڈالا لیکن نبوت کے کسی ایک وصف پر پورا اترنا تو کجا انسانیت کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔**

از: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رح

مرسلہ: قاری عنایت الرحمٰن رحمانی خانو خیل

سلاطین عالم کا یہ طریق رہا ہے کہ ہر کس و ناکس کو اپنا وزیر اور سفیر نہیں بناتے وزارت و سفارت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں جو عقل و فہم میں یگانہ روزگار ہو، بادشاہ اور اس کی حکومت کا وفادار اور اطاعت شعار ہو صادق اور راست باز ہو امانت و دیانت دار ہو جھوٹا اور مکار نہ ہو زیرک اور دانا ہو کہ احکام شاہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرتا ہو جب تک اس قسم کے اوصاف فاضلہ اور صفات کاملہ نہ ہوں گی اس وقت تک اس کو منصب وزارت و سفارت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ جب شاہان دنیا کی مجازی اور فانی حکومت کی وزارت اور سفارت کے لئے یہ اوصاف ہیں تو اس احکم الحاکمین اور شہنشاہ حقیقی کی نبوت و خلافت کے لئے اس سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر اوصاف ہوں گے حافظ تورپشتی فرماتے ہیں:

انبیاء کرام ہمیشہ فرمان الٰہی کی پیروی کرتے ہیں اور ان کا نفس اطاعت خداوندی میں ہمیشہ ان کا تابع اور مطیع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات خدا تعالیٰ کی معصیت سے معصوم ہوتے ہیں اگر انبیاء معصوم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو ان کی بے چون و چرا اطاعت و متابعت کا حکم نہ دیتا انبیاء کی عقل دوسرے لوگوں سے ارفع و اکمل ہوتی ہے ان کے ادراک بجز دوسروں کے بہت ہی سریع اور تیز ہوتے ہیں خطاء و غلطی سے محفوظ و مامون ہوتے ہیں ان کی رائے تیز اور قوی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ علوم وحی کو جس طرح انبیاء سمجھتے ہیں دوسروں سے ممکن نہیں انبیاء کا حافظہ قوی تر ہوتا ہے اور فصاحت و بلاغت اور تاثیر سخن میں بھی انبیاء کرام تمام ابناء عصر پر غالب رہتے ہیں ان کا خلق نیک اور صورت بڑی وجیہ ہوتی ہے ان کی آواز نہایت عمدہ اور خوش اور غایت درجہ موثر ہوتی ہے غرضیکہ انبیاء جس طرح سیرت و معنی کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں اس طرح صورت و ظاہر میں بھی خوب تر و پسندیدہ ہوتے ہیں (المعتمد فی المعتقد) اوصاف نبوت کی صفت اول ہے۔

**عقل کامل:** نبی کے لئے ضروری ہے کہ کامل العقل بلکہ اکمل العقل ہو نبی کے لئے عقل کامل کی ضرورت اس لئے ہے کہ نبی وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے نیز جب تک عقل کامل نہ ہو اس پر اطمینان نہیں ہوسکتا نبوت کبھی غباوت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی غبی کا نبی ہونا عقلاً محال ایک عاقل و دانا کا ناقص العقل پر ایمان لانا سراسر خلاف عقل ہے کیونکہ وہ تو اپنا بھی ہادی اور راہنما نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ وہ عقلاء کے لئے اور ان کی ہدایت کیلئے مبعوث ہو اس لئے یہ بھی ناممکن ہے کہ کسی امتی کی عقل و سوچ کسی نبی سے بڑھ کر ہو۔

**مرزا کی عقل:** مرزا صاحب نے اپنی کم عقلی کا خود بایں الفاظ اقرار کیا ہے کہ مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔ (تشحیذ الاذہان)

**حفظ کامل:** نبوت کی دوسری صفت ہے کہ نبی کا حافظہ فقط صحیح و درست نہ ہو بلکہ کامل الحفظ و اکمل الحفظ ہو معاذ اللہ اگر نبی کا حافظہ خراب ہو تو اس کو وحی الٰہی بھی پوری یاد نہ رہے گی بسا اوقات ایک لفظ کی کمی سے بھی حکم میں زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے اور جب نبی کا حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے بندوں تک نہ وحی الٰہی اور اس کا حکم پورا پورا نہ پہنچے گا تو وہ بجائے ہدایت کے گمراہی کا سبب ہوگا

**مرزا کا حافظہ:** مرزا صاحب اپنے حافظہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں حافظہ کی یہ ابتر حالت ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵)

**علم کامل:** نبوت کی تیسری صفت ہے کہ نبی کا علم ایسا اکمل ہو کہ امت کے احاطہ ادراک سے بالاتر ہو۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تو ہے کہ میں تمام اولین و آخرین سے علوم میں بڑھا ہوا ہوں لیکن یہ دعویٰ ایسا بدیہی البطلان ہے کہ جس کو سوائے نادان کے کوئی قبول نہیں کرسکتا۔ کلام خداوندی بھی معجزہ ہے اور آپ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی جوامع اور بلاغت و فصاحت کا سرچشمہ ہیں۔

**عصمت کاملہ و مستمرہ**

یہ چوتھی صفت نبوی ہے شاہان دنیا کے تقرب کے لئے سراپا اطاعت ہونا از حد ضروری ہے اپنے مخالفوں کو اپنی بارگاہ میں کون گھسنے دیتا ہے اور مسند قرب پر کون قدم رکھنے دیتا ہے اسی طرح خداوند ذوالجلال کا مقرب اور پیغمبر وہی ہوسکتا ہے جو ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہو اور اس کے دشمنوں سے بر ملا و بیزار ہو۔ مرزا صاحب اپنے اقرار سے بھی معصوم نہ تھے اور نہ اللہ کے دشمنوں سے بیزار تھے۔ یہود و نصاریٰ سے قتال و جہاد کو حرام سمجھتے تھے اور ان کے عروج و ترقی کیلئے دعا گو تھے۔

**صداقت و امانت**

نبوت کی ایک نمایاں صفت ہے اس لئے کہ جھوٹا اور خائن کبھی نبی نہیں ہوسکتا بلکہ نبی صادق

اور امین ہوتا ہے اور مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں مرزا کی پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

## عدم توریث

نبوت کی چھٹی صفت ہے کہ نبی برحق کسی کی زمین و جائیداد اور مال و دولت کا وارث نہیں ہوتا اور نہ اس کے بعد کوئی اس کا وارث ہوتا ہے حدیث متواتر سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

"ہم انبیاءؑ کا گروہ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ خدا کے لئے وقف ہوتا ہے"

مگر مرزا صاحب کے ہاں معاملہ برعکس ہے خود بھی اپنے باپ کی زمین و جائیداد کے وارث ہوئے اور دعویٰ پیغمبری سے جو زمین و جائیداد فراہم کی انگریزی کچہری سے اس کی باضابطہ رجسٹری اپنی اولاد کے نام کروائی۔ جو سب کو بخوبی معلوم ہے "عیاں راچہ بیاں"

## زہد و تقویٰ

نبوت کی ساتویں صفت ہے یعنی نبی دنیا کی شہوات و لذات سے بے تعلق ہو۔ نبوت کا مقصد بندوں کو خدا تک پہنچانا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ شہوت پرستی بندوں کو خدا پرست نہیں بنا سکتی مگر مرزا صاحب میں یہ شرط بھی مفقود تھی۔ مرزا نے حطام دنیا کے جمع کرنے میں کوئی دقیقہ و حیلہ نہیں چھوڑا جس جس تدبیر اور حیلے سے روپیہ جمع کر سکتے تھے وہ سب کچھ کیا حتیٰ کہ اپنی تصویر تک فروخت کی۔

## اعلیٰ حسب و نسب

نبوت کی یہ بھی اعلیٰ صفت ہے کہ نبی حسب و نسب کے اعتبار سے اعلیٰ اور برتر ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:۔ ہرقل شاہ روم نے ابوسفیانؓ سے دریافت کیا کہ مدعیٔ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب و نسب کیا ہے؟ حضرت ابوسفیانؓ نے جواب دیا وہ حسب و نسب میں سب سے بڑھ کر ہے۔ شاہ روم نے جواباً کہا کہ انبیاء کرامؑ ہمیشہ بہترین خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں تاکہ لوگ حسب و نسب کے اعتبار سے ان کو حقیر نہ سمجھیں۔ مرزا صاحب اس شرط سے بھی عاری تھے کیونکہ ان کا تعلق مغل اور پٹھان سے تھا سید اور ہاشمی تو کیا شیخ زادہ بھی نہ تھے۔

## رجولیت ہونا

نبی کی یہ بھی صفت ہے کہ نبی مرد ہوتا ہے۔

## بلائے ناگہانی

کہتے ہیں عباسی خلیفہ امیر مہدی کے عہد میں بڑا زبردست قحط پڑا۔ آدمی آدمی کو کھاتا۔ غریبوں کا جی نکلا جاتا توکل اور صبر و قناعت کا قدم ڈگمگاتا، لخت دل اور خون جگر مفلسوں کا کھانا پینا تھا۔ خلیفہ مہدی نے ہر چند فی سبیل اللہ خزانے کا منہ کھولا اور غلے کے ڈھیر کے ڈھیر خیرات کروائے لیکن قحط کی وبا کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی چلی گئی مخلوق خدا پر یہ عذاب دیکھ کر خلیفہ کو اپنی جان شیریں بھی تلخ معلوم ہوتی۔ پیٹ بھر کر نہ کھاتا۔ نہ چین سے بچھونے پر سوتا۔

ایک روز شب کو اپنے بستر پر حیرت اور حسرت کی تصویر بنا لیٹا تھا اور خادم ہاتھ پاؤں دبا رہے تھے کہ خلیفہ نے کہا کہ کوئی کہانی کہہ تاکہ دل بہلے۔ خادم نے جواب دیا غلام کی کہانی خلیفہ معظم کی سماعت کے لائق کہاں! بیچاری حقیر چیونٹی سلیمان کی کیا نذر کرے۔ خلیفہ مہدی نے کہا۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ جیسی تجھے یاد ہو بیان کر۔ یہ حکم پا کر خادم کہنے لگا۔ اے امیرالمومنین! کسی جنگل میں ایک شیر رہا کرتا تھا۔ سب درندے چرندے اس جنگل کے شیر کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جو شکار وہ کرتا اس کے بچے کھچے سے اپنا پیٹ بھی بھر لیتے تھے ایک دن لومڑی نے اس شیر سے کہا تو ہمارا بادشاہ ہے اور ہم تیری رعیت۔ بادشاہ پر رعیت کی رعایت واجب اور لازم ہے۔ مجھے ایک سفر درپیش ہے۔ جانا بہت ضروری ہے اس کے سوا چارہ نہیں۔ اب مشکل یہ درپیش ہے کہ میں اپنے ننھے بچے کو کہاں چھوڑوں! کسے سونپوں! چاہتی ہوں وہ بچہ تیرے سپرد کر دوں تاکہ تو اسے اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ کسی دشمن کی نگاہ اس تک پہنچنے نہ پائے۔

شیر نے لومڑی کی یہ درخواست قبول کر لی اور وہ اپنا بچہ اس کے حوالے کر کے کسی طرف چلی گئی۔ شیر نے لومڑی کے بچہ کو پیٹھ پر بٹھا لیا تاکہ جنگل کا کوئی جانور اسے گزند نہ پہنچانے پائے۔ ناگاہ ایک بھوکا عقاب ادھر سے گزرا۔ اس کی نگاہ لومڑی کے بچے پر پڑی اسی وقت غوطہ لگایا اور شیر کی پیٹھ سے جھپٹا مارا۔ بچہ کو اپنے پنجوں میں داب لے اڑا کچھ عرصے بعد لومڑی سفر سے واپس آئی بچے کو نہ دیکھا۔ شیر سے بولی۔ میرا بچہ کہاں ہے کیا تو نے اس کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا تھا۔ شیر نے اقرار کیا اور جواب دیا کہ اسے ایک عقاب اٹھا کر لے گیا ہے یہ سن کر لومڑی بہت روئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنا بچہ تیری حفاظت اور پناہ میں دیا تھا اور تو نے اسے ضائع کر دیا۔ شیر نے کہا۔ بے شک میں نے یہ ذمہ لیا تھا کہ جنگل کا کوئی جانور یا زمین پر رہنے والا کوئی درندہ اس بچے کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ مگر جو بلائے ناگہانی آسمان کی طرف سے نازل ہو تو میں کیا کروں۔

خلیفہ مہدی نے یہ کہانی یہیں تک سنی تھی کہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور رو رو کر جناب کبریائی میں التجا کرنے لگا کہ جو کچھ فتنہ و فساد زمین سے اٹھے، اسے تو تدبیر سے رفع کروں لیکن قضائے آسمانی اور قدرت یزدانی میں اس ناچیز بندے سے کیا ہو سکتا ہے! آخر مہدی کی گریہ و زاری بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی اور چند روز میں وہ قحط خدا کے فضل و کرم سے دور ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ "ہم نے آپ سے قبل کوئی بھی رسول مبعوث نہیں کیا الا یہ کہ وہ مرد تھے جن کی طرف ہم نے وحی بھیجی" نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرد ہو اس لئے کہ عورتیں ناقص العقل والدین ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ عورت موجب فتنہ بھی ہے اس لئے ہدایت کے بجائے فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ افسوس کہ مرزا صاحب اس صفت نبوی سے بھی خالی تھے۔ کیونکہ اس نے اپنے متعلق مریم اور حاملہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ظاہر ہے کہ مریم اور حاملہ تو عورت ہی ہو سکتی ہے نہ کہ مرد مرزا کے اپنے اقرار سے وہ مرد نہ تھے بلکہ عورت تھے۔

## اخلاق کاملہ

نبوت کی دسویں صفت اخلاق کاملہ ہے کہ صاحب نبوت اخلاق کاملہ اور کمالات فاضلہ کے ساتھ موصوف ہو۔ بدخلق و بدزبان نہ ہو مگر مرزا صاحب کی کتابیں غلیظ اور بدترین گالیوں سے بھری پڑی ہیں۔ قارئین ان کی کتب کا مطالعہ کر کے اس کے بارے میں خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس درجہ اخلاق کے مالک تھے اخلاق نام کی کوئی چیز بھی ان کے ہاں نہ تھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حق تعالیٰ نے گواہی دی۔

"وانك لعلی خلق عظیم" (تلك عشرة كاملة)

اصحاب رسولؐ

# سید الشہداء حضرت حمزہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرسلہ: امجد اقبال

## پیدائش

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باکرامت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ظلمت کدہ عالم کو اپنے ظہور پرنور سے منور فرمانے کے دو سال قبل ہوئی۔ ایک روایت کے بموجب چار سال قبل یعنی عام الفیل سے دو سال یا چار سال قبل تولد ہوئے۔

## نسبت رسولؐ

آپؓ کو علاوہ اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے کا شرف حق تعالیٰ نے بخشا۔ رضاعی بھائی ہونے کا شرف بھی عطا فرمایا اس لئے کہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ (جن کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دینے پر آزاد کر دیا تھا) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ ان سے حضرت سید الشہداء حمزہؓ نے حضرت ابو سلمہ مخزومیؓ کے ہمراہ دودھ پلایا۔ ہر دو بزرگوں کی بھی ثوبیہ رضاعی والدہ ہیں۔ نیز سید الشہداءؓ کو اپنی والدہ ماجدہ کی جہت سے بھی اقرب ترین قربت کا شرف ہے۔ اس لئے کہ آپؓ کی والدہ حضرت ہالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مطہرہ حضرت سیدہ آمنہ کی حقیقی چچازاد ہمشیرہ ہیں۔

## اسمائے مبارک و لقب

آپؓ کا اسم شریف سیدنا حمزہؓ ہے۔ آپؓ کے چار فرزند اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ آپؓ کی کنیت آپؓ کے فرزند عمارہ سے تھی۔ اس لئے آپؓ ابو عمارہ پکارے جاتے تھے۔

آپؓ کو حیات دنیاوی میں اسد اللہ و اسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب عظیم بارگاہ رسالت سے عطا ہوا۔ شہادت کے بعد اس امت کے سید الشہداء کا دوامی لقب بلند مرحمت فرمایا۔

## اسلام قبول کرنا

جب مشیت الٰہیہ نے اپنے دین حق کی بلندی چاہی تو اس کے اسباب بھی تدریجی ظہور پانے لگے چونکہ دعوت رسالت قریش کے لئے ایک غضب تھا کہ ان کے بڑوں کے بقول اس کی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے ہر طرح سے اذیت پر کمربستہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ عقل سے نکل کر حماقت کی حرکات ان سے صادر ہونے لگیں اور باوجود فہم کے شرم و حیا ان سے دور ہو گئی یہاں تک کہ سب و شتم اور بدترین جسمانی تکالیف پہنچانے میں بھی کچھ باک نہ رہا۔ مسلمانوں کی جو مختصر جماعت تھی جس پر ان کو قابو ملتا طرح طرح سے ستاتے اور عذاب دیتے تھے کوئی مسلمان کعبہ کے سامنے علی الاعلان نماز نہ پڑھ سکتا تھا۔ نہ طواف و سجدہ کر سکتا تھا۔ نماز کی جماعت پوشیدہ حضرت ارقم بن ابی الارقم کے مکان میں ہوتی تھی۔

جب یہ شدت اللہ تعالیٰ کی اس مقبول ترین جماعت کے امتحان میں کسوٹی کا کام کر چکی تو حکمت الٰہیہ نے اسلام کے قدم کو میدان ترقی و رفعت میں طاقت بخشی۔ سب سے پہلے مشاہیر میدان شجاعت سے حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سعادت عظمیٰ نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ جس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ آپؓ کو شکار کا شوق تھا۔ اکثر شکار میں ہی رہتے تھے۔ عادت آپؓ کی یہ تھی کہ جب شکار سے پلٹتے تو سب سے پہلے کعبہ کا طواف کرتے پھر مکان پر تشریف لے جاتے۔

ایک بار آپؓ شکار پر گئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "صفا" کے قریب ناپاک گالیوں کے الفاظ استعمال کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمال حلم اور اخلاق بلند سے جو کہ تمام خلقت میں ذات اطہری کا خاصہ ہے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ اس کو جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے جو قریب میں موجود تھی۔ یہ سب دیکھا اور سنا۔ حسن اتفاق سے اسی روز حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکارگاہ سے واپس ہوئے اور طواف سے فارغ ہو کر مکان جا رہے تھے کہ اس لونڈی نے کہا۔ "اے ابو عمارہ کاش آپ نے دیکھا ہوتا کہ آج ابو الحکم نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ کیا کیا اور انہوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔"

آپ کو سن کر اتنا طیش آیا کہ اسی طرح ہتھیار بند پھر حرم کی میں داخل ہوئے اور اسی حلقہ کا رخ کیا جس میں دشمن خدا ابوجہل بیٹھا تھا۔ اس نے آپؓ کے تیور دیکھ کر جان لیا کہ یہ اچھی نیت سے نہیں آ رہے ہیں۔ آپ نے

کسی کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ ابو جہل جہاں بیٹھا تھا اس کے سر کے پیچھے آکر اپنی کمان پر تکیہ دے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کی آنکھ سے غصہ کے شرارے نکل رہے تھے اس نے پوچھا۔

"اے ابو عمارۃ آپ کو کیا ہوا؟"

آپؓ نے جواب میں اپنی کمان اٹھا کر اس کے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا اور فرمایا کہ کیا تو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دیتا ہے۔ اگر یہی ہے تو میں بھی ان کے دین پر ہوں اور وہ جو کہتے ہیں میں بھی وہی کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو کچھ سکت ہے تو مجھ کو بھی جواب دے۔

آپؓ کی بہادری قریش میں ضرب المثل تھی تمام بہادران قریش آپؓ سے ہیبت کھاتے تھے۔ اس کی قوم کے کچھ لوگ اس کی حمایت میں کھڑے ہوئے تو اس اللہ کے دشمن کو ہیبت ہوئی کہ ابھی خون کی ندیاں بہنے لگیں گی۔ اس نے روکا اور کہا ابو عمارۃؓ سے کچھ تعرض نہ کرو۔ بے شک اللہ کی قسم میں نے ان کے بھتیجے کو آج نہایت قبیح گالیاں سنائی ہیں۔ دوسرے سرداران قریش نے بھی اٹھ کر آپ کے غصہ کو ٹھنڈا کیا اور اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔

آپؓ وہاں سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے کہا۔ عرض کیا کہ میرے بھائی کے فرزند اب آپ اپنے دین کو ظاہر فرمایئے۔ قسم ہے مجھ کو اللہ کی کہ تمام دنیا بھی مل جائے تو مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اب اپنی قوم قریش کے دین پر رہوں۔ کفار قریش کو آپ کے مسلمان ہو جانے کا حال معلوم ہو کر نہایت ذلت ہوئی اور مسلمان بہت باعزت ہوئے۔

## مسلمانوں کا کعبہ مکرمہ میں داخلہ

اس واقعہ کے تین ہی دن بعد حضرت امیر المومنین فاروق اعظمؓ کو بابرکت قبولیت دعا نبویؐ نے اس آغوش سعادت میں آگھیرا اور آپؓ ہتھیار بند دو تلواریں لگائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آئے اور دستک دی۔ صحابہ کرامؓ نے دروازہ سے دیکھا کہ عمر ہیں۔ سب سہم گئے اور کوئی جواب نہ دے سکا اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔

حضرت سیدنا اسد اللہ نے پوچھا کہ تم کو کیا ہو گیا سب نے کہا عمر دروازے پر کھڑے دستک دے رہے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا پھر کیا ہے۔ کہا یہ عمر ہیں یعنی ان کی بہادری اور جوانمردی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت بھی ایک مشہور امر تھا۔ حضرت حمزہؓ نے فرمایا۔ آنے دو یہ عمر ہیں اگر انہوں نے اسلام قبول کیا تو ہم ان کو قبول کریں گے اور اگر وہ الٹے پلٹے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سماعت فرما کر حکم دیا کہ عمر کے لئے دروازہ کھول دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کس نیت سے آئے ہو۔ فرمایا "اسلام کی" اور وہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسی خوشی میں مسلمانوں نے ایسا نعرہ تکبیر بلند کیا کہ تمام مکہ گونج اٹھا۔ کفار کو جب یہ پتہ لگا کہ حضرت عمرؓ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے تو ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے۔ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں۔ فرمایا بے شک حق پر ہیں۔ عرض کیا کہ پھر ہم کیوں اپنے دین کو پوشیدہ رکھیں۔ پھر مسلمانوں کی دو صفیں بنا کر حرم کی کو نکلے۔ ایک صف پر سیدنا حضرت حمزہؓ تھے اور دوسری صف پر سیدنا حضرت عمرؓ۔ اس شوکت و جلال سے تمام مسلمان حاضر کعبہ مکرمہ ہوئے۔

ہجرت نبویہؐ کے بعد مدینہ طیبہ قبۃ الاسلام زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً" و تعظیماً" میں اول جو جہاد کا جھنڈا اعزاز دین اور اذلال کفار کے لئے بلند کیا گیا وہ آپؓ ہی کا برگزیدہ علم ہے۔ جس کو بہ نفس مبارک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے لئے باندھا جو کہ سریہ سیف البحر سے موسوم ہوا اور معروف ہوا اور سریہ سیدنا حمزہ بھی اسی کا نام ہے۔

## پہلی جنگ

تیس مہاجرین سواروں پر حضرت اسد اللہ کو امیر بنا کر سیف البحر کو روانہ فرمایا۔ جہاں مقام "عیص" کے نواح میں دونوں لشکروں کا تقابل ہوا۔ قبیلہ جہینہ کے مشہور سردار مجدی بن عمرو نے جو کہ طرفین کا معاہد تھا۔ درمیان میں آکر دونوں کو جنگ و قتال سے روک دیا اور ہر دو لشکر بدون جنگ اور قتال کے واپس ہوئے۔ یہ فوج کشی قریش پر ہجرت نبویہ سے پورے ایک سال پر ہوئی۔

## غزوہ بدر

مذکورہ بالا فوج کشی کے چھ ماہ بعد غزوہ بدر کبریٰ ہوا۔ جنگ بدر میں آپؓ کے کارناموں کی نظیر نہیں ملتی۔ میدان کارزار میں کفار کی صفوں کو چیر چیر کر شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ تمام بہادران جنگ دنگ رہ گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور بہادران قریش کو زیر و زبر فرمایا۔ اس معرکہ میں چونکہ علاوہ دیگر شاہین قریش کے عتبہ بن ربیع اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ کے بیٹے بھی واصل جہنم ہوئے بلکہ ابتداء کارزار انہیں سے ہوئی۔ ان میں شیبہ کو قتل کرنے والے اسد اللہ ہی تھے اور عتبہ کو حضرت سیدنا حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے مل کر واصل جہنم کیا۔ غزوہ بدر میں کفار قریش کو ایسی بدترین ہزیمت کا خیال بلکہ وہم بھی نہ تھا کہ تین سو تیرہ مجاہدین اسلام جن کے پاس نہ مکمل ہتھیار نہ سواریاں اور ان کے بالمقابل ایک ہزار زرہ پوش' آراستہ و پیراستہ بہادران جنگ اس طرح ہزیمت فاش اٹھائیں گے۔ ان کا چین و راحت 'عیش و آرام سب ان پر وبال ہو گیا اور شب و روز انتقام کے اسباب مہیا کرنے اور اسی کی تیاری میں صرف کرنے لگے۔ ادھر عتبہ کی بیٹی (ہندہ) بنت عتبہ ابوسفیان بن حرب کی بیوی' جو دونوں فتح مکہ کے بعد ایمان لائے ان کو اپنے باپ' چچا اور بڑے بھائی کے قتل کا بڑا غم تھا اور منت مانی تھی کہ اپنے اعزاء کے قتل اور شریک قتل حضرت سیدنا حضرت حمزہؓ سے انتقام لیا جائے۔ یہ جنگ ماہ رمضان ۲ھ میں ہوئی۔

## غزوہ احد اور شہادت

جنگ بدر سے تقریباً" تیرہ ماہ بعد تین ہزار کے لشکر جرار نے آراستہ و پیراستہ ہو کر مدینہ طیبہ کا رخ کیا۔ اس لشکر کے سپہ سالار اس وقت ابوسفیان "ہندہ" بنت عتبہ مذکور کے شوہر تھے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہ معرکہ عظیم پیش آیا جس کو غزوہ احد کہتے ہیں۔ جو احد پہاڑ کے نشیب میں ۷ شوال ۳ھ میں واقع ہوا۔ جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت اسد اللہ شیر ببر کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ پشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ مثل شیر ببر کے برق کی طرح میدان میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر دشمنان دین کو قتل کرتے کاٹتے رہے۔

"ہندہ" بنت عتبہ جس نے منت مانی تھی ایک ٹیلے پر سے آپؓ کی تاک میں تھی۔ جس جہت میں کہ حضرت سید الشہداء حضرت حمزہؓ مصروف پیکار تھے۔ یعنی اس پہاڑی کے نشیب میں جس پر کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تیر کش کا دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر انصاری کی سرکردگی میں مقرر فرمایا۔ اسی پہاڑی کے نشیب میں ایک مقام پر تاک لگا کر پتھروں کے درمیان چھپ کر "وحشی" (غلام) اپنے منصوبے کی تکمیل کے لئے حضرت حمزہؓ کی تاک میں بیٹھ گیا۔

حضرت اسد اللہ پکار کرتے ہوئے اس جہت میں گزرے تو آپ کے سامنے سباع بن عبدالعزیٰ کافر قریش سامنے آیا اور آپؓ نے اس کو بھی ایک ہی وار میں واصل جہنم کر دیا اور یہ آخری اکتیسواں کافر دشمن دین تھا۔

چونکہ حضرت حمزہؓ زخموں سے چور چور ہو چکے تھے۔ اس پہاڑی کے نشیب میں آپؓ کو ایک جھٹکا لگا جس کے اثر سے آپ کی پشت زمین پر لگی۔ "وحشی" کو موقع مل گیا۔ اس نے تاک کر اپنا حربہ آپؓ پر مارا جس سے کاری زخم آیا جوابی حملے کی کوشش کی مگر زخم کاری کی وجہ سے آپ کامیاب نہ ہو سکے اور جانبر بھی نہ ہو سکے یہاں تک کہ آپؓ کی روح مطہرہ نے عالم بالا کی راہ لی اور میدان وغا آپؓ کے وجود کے باوجود شجاعت سے خالی ہوا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔** یہاں پر ایک بات ذہن میں رکھیں کہ فتح مکہ کے بعد عتبہ کی بیٹی "ہندہ" بنت عتبہ حضرت ابوسفیان بن حرب دونوں میاں بیوی مشرف بہ اسلام ہوئے اور دونوں

میاں بیوی مشرف بہ اسلام ہوئے اور دونوں کی خدمات جلیلہ بعد کے ہیں یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ حضرت حمزہؓ کا قاتل "وحشی" بھی فتح کے بعد ایمان لائے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے جنازے کے روبرو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ۔

"جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ ساتوں آسمانوں میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ اللہ کے شیر ہیں۔ اللہ کے رسولؐ کے شیر ہیں۔"
امام حاکم حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"حضرت حمزہؓ قیامت کے دن شفاعت کرنے والوں کے سردار ہوں گے۔ یعنی انبیاء و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا یا اس امت کے مقربین شفیعوں کے آپ قیامت میں سردار ہیں۔"
بعض الفاظ میں یہ بھی وارد ہے کہ تمام شہداء کے سردار ہیں۔

# ہندوستانی مسلمانوں کو نصیحت

# اے ہندوستانی مسلمانو! اسپین کی تاریخ کے اوراق الٹو اور عبرت حاصل کرو

تحریر: مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی، ایڈیٹر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

"اسپین" جس پر مسلمانوں نے تقریباً" آٹھ سو سال تک اس آن بان کے ساتھ حکومت کی کہ ان کی قوت و عظمت سے پورا براعظم یورپ مبہوت و متحیر تھا۔ جس کے شہر و قصبات' مدارس و جامعات کی علمی و تحقیقی سرگرمیوں سے گہوارہ علم و فن بنے ہوئے تھے' جس کی مسجد "جامع قرطبہ" اپنی وسعت اور شان و شوکت کے لحاظ سے عالم اسلامی میں بے نظیر تھی۔ جس کا ایک چپہ بھی بنجر اور بن کھیتی کا نہ تھا۔ حتیٰ کہ پہاڑوں پر بھی زراعت ہوتی تھی۔ جس کی تہذیب و ثقافت نے تمام دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا۔ جس کے ہر شعبہ زندگی میں آج بھی اسلام کی چھاپ نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ مگر آج وہی اسپین مسلمانوں کے وجود سے خالی ہے۔ جامع قرطبہ تسبیح و تہلیل کے زمزم سے محروم ہے۔ تکبیر و توحید کی آواز وادی البرنات سے ٹکرا کر خاموش ہو گئی ہے۔ اسپین کی المناک تاریخ آج ملت اسلامیہ کو خون کے آنسو رلا رہی ہے اور اسپینی مسلمانوں کی بے مثال تباہی کی داستان سن کر ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں۔

تاریخ اسلامی کے نامور مورخ اکبر شاہ نجیب آبادی اسپین کی اس تباہی و بربادی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں پر یہ مصائب اس لئے نازل ہوئے کہ انہوں نے کلام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان میں خود غرضی اور نااتفاقی پیدا ہوئی' پابندی اسلام کے ترک ہونے کا یہ نتیجہ تھا کہ مسلمان سردار اپنے بھائی مسلمان سرداروں کی مخالفت میں عیسائیوں کے پاس جا کر ان سے مدد طلب کرنے میں کوئی باک و تامل نہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے خود عیسائیوں کے ہاتھوں خوشی خوشی مسلمانوں کو ذبح کرایا...... اندلس کے مسلمانوں نے اپنی بداعمالیوں سے اپنے آپ کو مغضوب بنا لیا تھا۔ اس لئے ان کو دنیا کے کسی حصہ سے کوئی امداد نہ پہنچی اور کفار کے ہاتھوں سے فجار کو خدائے تعالیٰ نے سزا دلوائی۔ مسلمان جب بھی اور جہاں کہیں دین اسلام سے غافل اور قرآن سے بے تعلق ہوئے ان پر ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں۔"
(تاریخ اسلام ج۲ص۲۷۳)

اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ اسپینی امراء رقابت و ثروت میں مخمور ہو کر اسلامی تعلیمات کے علی الرغم عیش و نشاط' سرود و رباب کے دلدادہ ہو گئے۔ اسلامی اخوت و محبت کے بجائے ان کے اندر خود غرضی اور اقتدار کی ہوس نے جڑ پکڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۲۲ھ سے وہاں طوائف الملوکی شروع ہو گئی اور اسپین چھوٹی چھوٹی مسلم ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔ قرطبہ' اشبیلیہ' غرناطہ' بلنسیہ' مالقا وغیرہ شہروں میں ان ریاستوں کے دارالحکومت قائم ہو گئے۔ ان ریاستوں میں آئے دن اقتدار کی جنگ ہونے لگی۔ عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کی اس خانہ جنگی سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ کبھی ایک ریاست کو مدد پہنچا کر اور کبھی دوسری ریاست کو کمک پہنچا کر انہیں لڑا لڑا کر بالکل بیدم کر دیا تو پھر اپنا دست ستم بڑھایا۔ مسلمان چونکہ اپنی ساری توانائی باہمی جنگوں میں اپنے ہاتھوں برباد کر چکے تھے۔ اس لئے وہ عیسائی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکے۔ وہ ایک ایک کر کے سارے شہروں پر قابض و متصرف ہو گئے۔ مسلمانوں کا آخری سہارا صرف غرناطہ رہ گیا تھا جو اب تک عیسائیوں کے دست ستم سے محفوظ تھا۔ ۲ جمادی الآخر ۸۹۶ھ کو قطلہ کے عیسائی حکمران فردی نند نے ایک مسلم امیر زگل کی عاقبت نااندیشیوں سے فائدہ اٹھا کر ایک لاکھ فوج سے غرناطہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ تقریباً" آٹھ ماہ تک جاری رہا۔ سپہ سالار اعظم موسیٰ غسانی اور دیگر حکام میدان میں نکل کر مقابلہ کرنا چاہتے تھے مگر سلطان ابو عبداللہ ہمت ہار چکا تھا اس لئے سپہ سالار کی رائے کے برعکس خفیہ طور پر اپنے وزیر کو فردی نند کے پاس بھیج کر صلح کی پیش کش کی۔ فردی نند اور اس کے سپاہی محاصرہ کی طوالت سے اکتا چکے تھے۔ اس غیر متوقع پیشکش کو انہوں نے فوراً" قبول کر لیا۔ چنانچہ جانبین کی منظوری سے صلح نامہ تیار ہوا۔ جس کی اہم دفعات یہ تھیں۔

۱۔ کسی مسلمان کے جان و مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ مسلمانوں کو اختیار ہو گا چاہے غرناطہ میں رہیں یا اور کہیں چلے جائیں۔
۲۔ مسلمانوں کے معاملات میں عیسائی مداخلت نہیں کریں گے۔
۳۔ عیسائی مسجدوں میں داخل نہیں ہوں گے۔
۴۔ مساجد اور اوقاف بدستور قائم رہیں گے۔

۵۔ مسلمانوں کے معاملات کا تصفیہ شریعت اسلامی کے موافق مسلم قاضی کریں گے۔

۶۔ جو عیسائی مسلمان ہو گئے ہیں انہیں ترک اسلام پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۷۔ سلطان ابو عبداللہ کے سپرد البشرات کی حکومت کر دی جائے گی۔

۸۔ آج سے ساٹھ دن کے اندر قلعہ الحمراء توپ خانہ وغیرہ دیگر اسلحے جو اس وقت قلعہ میں موجود ہیں۔ عیسائیوں کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

۹۔ شہر غرناطہ ایک سال تک آزاد رہے گا سال بھر کے بعد شرائط بالا ملحوظ رکھتے ہوئے عیسائی اس پر قابض ہوں گے۔

۱۰۔ طرفین کے قیدی رہا کر دیئے جائیں گے۔

اس صلح نامہ پر یکم ربیع الاول ۸۹۷ھ مطابق ۳ جنوری ۱۴۹۲ء کو فریقین کے دستخط ہوئے۔ قلعہ الحمراء پر قابض ہوتے ہی "فردی نند" نے صلح نامہ کی ساری شرطیں یک لخت فراموش کر دیں شہر غرناطہ پر اپنا مکمل تسلط قائم کر لیا۔ ابو عبداللہ سلطان کو البشرات سے بے دخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

اسپین میں آباد مسلمانوں کی مختلف جماعتیں تھیں۔

۱۔ خالص عربی النسل جو عام طور پر شام و یمن حجاز اور حضر موت سے آکر یہاں آباد ہو گئے تھے۔

۲۔ خالص بربری ان کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی۔

۳۔ مولدین یعنی وہ لوگ جن کے باپ عرب یا بربر تھے اور مائیں اسپینی تھیں۔

۴۔ نو مسلم یعنی وہ عیسائی جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ان کی اولاد بھی نو مسلم ہی کہلاتی تھی۔

سقوط غرناطہ کے وقت عام طور پر عربی النسل اور بربری مسلمان اسپین چھوڑ کر تیونس' مراکش وغیرہ ملکوں میں چلے گئے۔ جنہیں بس اتنی اجازت دی گئی کہ صرف اپنی جان لے کر چلے جائیں۔ مال و اسباب ساتھ لے جانے کی قطعی اجازت نہیں تھی۔ ان ہجرت کرنے والوں میں بھی بہت سارے عیسائی لٹیروں کے ہاتھوں راستے ہی میں شہید ہو گئے۔

کچھ بچے کھچے عربی جنہوں نے ترک وطن کو گوارہ نہیں کیا وہ اسپین ہی میں رہ گئے انہیں حملہ آور اور غیر ملکی جیسے نفرت آمیز ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ تیسری اور چوتھی جماعت کے مسلمانوں نے عام طور پر اسپین ہی میں رہنے کو ترجیح دی۔ کیونکہ انہیں فردی نند کے اس اعلان پر اعتماد تھا کہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی۔

غرناطہ پر تسلط مکمل ہو جانے کے بعد اسپین سے مسلمانوں کو تاخت و تاراج اور نیست و نابود کرنے کی غرض سے درج ذیل ظالمانہ و منافقانہ طریقے اختیار کئے گئے۔

۱۔ مسلم عدالتیں توڑ کر عیسائی عدالتیں قائم کی گئیں جن میں ہر روز ہزاروں مسلمان پیش کئے جاتے اور ان پر جھوٹے جھوٹے الزامات عائد کر کے آگ میں جلا دیا جاتا۔

۲۔ مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی کا سلسلہ شروع کیا گیا کہ یہ لوگ ہتھیار جمع کرتے ہیں اور خفیہ طور پر حکومت کے خلاف اسکیمیں بناتے ہیں۔

۳۔ عیسائیوں کی جانب سے مسلمانوں پر حملے کئے جاتے جن میں قتل و غارت گری کے علاوہ ان کے گھروں اور دوکانوں کو نذر آتش کر دیا جاتا۔ حملوں کا یہ سلسلہ ختم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی رہا اور اسپین کا کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہیں تھا جہاں کے مسلمانوں کی جان و مال تباہ نہ کی گئی ہو۔

۴۔ عربی زبان کی سرکاری حیثیت ختم کر دی گئی۔

۵۔ پورے ملک میں یہ پابندی لگا دی گئی کہ مسلمان اپنا کوئی بڑا تعلیمی ادارہ قائم نہیں کر سکتے۔

۶۔ غلط تاریخیں مرتب کرائی گئیں جن میں مسلمانوں کو ظالم و غاصب اور ان کے عہد حکومت کو دور غلامی سے تعبیر کیا گیا۔ مسلم حکمرانوں نے اسپین کی تہذیب و ترقی سے متعلق جو گراں قدر کارنامے انجام دیئے تھے انہیں تاریخ کے صفحات سے یا تو خارج کر دیا گیا یا اسے بے حیثیت کر کے بیان کیا گیا۔

۷۔ خالص اسپینی مسلمانوں کو پھر سے عیسائی بنانے کی مہم شروع کی گئی۔ ان سے کہا جاتا کہ تمہاری آباؤ اجداد کو عربوں نے بجبر و اکراہ مسلمان بنا لیا تھا۔ اب تم آزاد ہو اس لئے اپنے اصلی مذہب کی طرف واپس آجاؤ۔

۸۔ بعض مسلمانوں کو زبردستی بپتسمہ دیا جاتا اور ان کے لڑکوں کو عیسائی بنا لیا جاتا۔

۹۔ بڑے بڑے اجتماعات کئے جاتے جن میں فرضی طور پر کچھ لوگوں کو اسٹیج پر پیش کیا جاتا کہ یہ مسلمان تھے مگر انہوں نے برضا و رغبت اسلام چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لی ہے۔ پھر ان کا خوب اعزاز و اعلان کیا جاتا۔

۱۰۔ مختلف حیلوں و تدبیروں کے ذریعہ مسلم عوام کو علماء و شرفاء سے بدظن کر کے ان میں بعد اور تفریق پیدا کر دی گئی۔

۱۱۔ شرعی طریقہ کے برخلاف نکاح کے لئے سرکاری عدالتوں میں رجسٹرڈ کرانے کو لازم قرار دے دیا گیا۔

ان ہمت شکن حالات میں بھی اسپینی مسلمان اپنے دین و مذہب کو سینے سے لگائے رہے اور اپنی نسلوں میں دین کو باقی و زندہ رکھنے کا یہ نظم کیا کہ گھروں اور مسجدوں میں بچوں کی دینی تعلیم کا نظم اپنے طور پر کیا لیکن یہ سلسلہ تادیر قائم نہ رہ سکا۔ ۹۰۴ھ میں یہ اعلان عام کیا گیا کہ مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لیں ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اس اعلان پر مسلمانوں کا ایک طبقہ ملک بدر ہونے کے لئے تیار ہو گیا۔ فردی نند نے انہیں افریقہ چلے جانے کی اجازت دے دی اور ان کے ساتھ بظاہر یہ کرم کا معاملہ کیا کہ جہاز بھی فراہم کر دیئے مگر عیسائیوں نے ان جہازوں کو ساحل افریقہ تک پہنچنے سے پہلے ہی غرق کر دیا اور سارے مہاجرین مع اہل و عیال اور قیمتی کتب خانوں کے ہمیشہ کے لئے تہہ آب آسودہ خواب ہو گئے اور بقیہ سارے مسلمانوں نے شہروں اور آبادیوں کو چھوڑ کر پہاڑوں کو اپنا ملجا اور جائے پناہ بنا لی۔ ہر نوع کی اذیتیں برداشت کیں مگر اسلام کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ان پہاڑوں میں پناہ گزیں مجبوروں کو بھی عیسائی حکومت نے برداشت نہیں کیا۔ ان کی گرفتاری و قتل کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ کبھی جب وہاں میں پناہ گزیں اکٹھا ہوتے تو مقابلہ کی بھی نوبت آجاتی اور بہادرانہ لڑتے ہوئے شہید ہو جاتے۔ بعض اندلس کے شمالی پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور بے سروسامانی کی حالت میں ہلاک ہو گئے ان میں سے بعض بچ کر یورپ کے ملکوں کو طے کر کے ملک شام پہنچے۔ ان مرنے والوں کے بچوں کو عیسائیوں نے اپنے قبضہ میں لے کر عیسائی بنا لیا۔ اس طرح ملک فرانس کے جنوبی اور ملک اسپین کے شمالی حصوں میں عربی النسل خاندانوں کے وجود کا امکان مورخین نے تسلیم کیا ہے۔ اسی بناء پر نپولین کو بعض لوگ عربی النسل لکھتے ہیں۔

مسلمانوں کی اپنی کوئی تنظیم یا ادارہ موجود نہیں تھا جو ان حالات میں ان کی صحیح رہنمائی و دستگیری کرتا۔ باشعور' عزیمت پسند افراد بھی باقی نہ بچے جو حالات کے رخ کو موڑنے کی فکر کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند سالوں کے عرصہ میں قسم کھانے کو بھی سرزمین اسپین میں خدائے وحدہ لا شریک لہ کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہا۔ سب ہی کو مختلف ہلاکت خیز طریقوں سے موت کی نیند سلا دیا گیا۔ اگر کچھ ان ہلاکت خیزیوں سے کسی طرح محفوظ رہ گئے تو اپنی جان بچا کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔

واقعات و مشاہدات گواہ ہیں کہ سرزمین ہند میں بھی ہندو احیاء پرست طاقتیں اسپین کی تاریخ دہرانا چاہتے ہیں۔

۱۔ وہی فرقہ وارانہ فساد کی تکنیک ہے جس پر آزادی کے وقت ہی سے عملدرآمد ہو رہا ہے اور کمی کے بجائے اس میں دن بدن ترقی ہوتی جاری ہے اور چند سالوں سے حکومت کی صوبائی پولیس ان فسادیوں کے ہراول دستے کی خدمت انجام دینے لگی ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کو ظالم و غاصب ثابت کرنے کی غرض سے تاریخوں میں تحریف اور ردوبدل کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔

۳۔ مسلمانوں کے دین و مذہب پر برابر حملے کئے جا رہے ہیں۔ کبھی مسلم پرسنل لاء کو تبدیل کر دینے کی باتیں کی جاتی ہیں اور کبھی مسلمانوں کی مقدس کتاب پر پابندی عائد کرانے کی سعی کی جاتی ہے۔

۴۔ مسلمانوں کے مذہبی و تاریخی آثار کو سرزمین ہند سے مٹا دینے کی تشدد آمیز تحریک جاری ہے۔ بابری مسجد اور

لک کی سینکڑوں مساجد و مقابر اس جارحانہ تحریک کا نشانہ بن چکی ہیں۔

۵۔ مسلم عوام اور ان کے دینی و ملی رہنماؤں کے درمیان تفریق قائم کردینے کی موثر جدوجہد ہورہی ہے اور اپنی غفلت شعاری سے یا مفاد پرستی سے بعض مسلمان بھی اس خطرناک سازش کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور اس خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں اپنا زور قلم صرف کررہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

۶۔ بعض علاقوں میں دین سے ناواقف مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوششیں بھی کی جارہی ہیں۔

ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہند سے مٹادینے کی یہ منظم سازشیں اور مسلسل کوششیں ہیں کہ تمام ہندو احیاء پرست پارٹیاں متحد ہوکر ہمارے آثار روایات کو محو کردینے پر تلی ہیں۔ دوسری طرف ہم ہیں کہ اپنی غفلت شعاریوں اور راحت کوشیوں کو چھوڑنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ دشمن مجتمع ہوکر ملے پر حملے کئے جارہا ہے مگر ہماری صفوں میں انتشار و تفرقہ ہے اور خود اپنوں ہی کے دست و بازو کو ناکارہ بنانے میں ہم مصروف ہیں۔ حوادث و مصائب کے طوفان بار بار آکر ہمیں دستک دے رہے ہیں مگر ہم پر ایسی شدید نیند طاری ہے کہ آنکھ کھلتی ہی نہیں۔ غنیم ہر چہار طرف سے ہمیں نرغے میں لینے کی تیاریاں مکمل کرچکا ہے۔ لیکن ہم اپنے اپنے مخصوص دائروں میں اس طرح محصور ہیں کہ ملت کے وسیع تر مفاد کے متعلق غور و فکر کی ہمیں فرصت ہی نہیں۔ رہنمایان ملت اور علمائے دین ولی اللہی تحریک دعوت و اصلاح کو چھوڑ کر اپنے زاویوں میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں حالانکہ طاغوتی طاقتیں منبر و محراب اور مدرسہ و خانقاہ پر کمندیں ڈال رہی ہیں امداد و ضامن کے فرزند اور قاسم و رشید کے درس حکمت و عزیمت کے پاسبانو! بابری مسجد کی زمیں بوس دیواریں تمہیں آواز دے رہی ہیں۔ شیخ الہند کی غیرت و حمیت اور حضرت مدنیؒ کی شجاعت و استقامت کے وارثو! مظلوم شہیدوں کا بہتا ہوا خون اور سلگتا ہوا جسم تمہیں دعوت حرکت و عمل دے رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس ارشاد گرامی پر ذرا غور کرو کہ تمہیں کیا سبق دے رہا ہے۔ ہرچند سلامتی در زاویہ است اما دولت شہادت در معرکہ است۔ کنج زاویہ با اہل ستر و ارباب ضعف مناسب است کار مرداں اقویا مبارزت و معرکہ کبری است۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت تھیں مگر آج خود ہمارے ادبار و زوال کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے۔

انسان کی تمام اندرونی قوتیں اور جذبات خارجی محرکات کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کی مثال سوئے ہوئے انسان کی سی ہوتی ہے جو اگرچہ زندہ ہے مگر حرکت کے لئے کسی بیدار کن صدا کا محتاج ہے۔ آج کے واقعات،

# عقیدے اور عمل میں توحید کا حکم

دین اسلام کا یہ حکم سرفہرست ہے کہ مسلمان کے عقیدے اور عمل میں توحید باری تعالیٰ جاری اور ساری ہونی چاہئے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا (پ۵ ع ۳)

اور عبادت اللہ ہی کی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ (مشکوٰۃ)

زبانی اور بدنی اور مالی سب عبادتیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پس جو کام عبادت کے۔ قولی، بدنی اور مالی اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں وہ کسی غیر اللہ کے لئے بجالانا یا کرانا ایسا کرنا شرک ہے اور شرک اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔

ارشاد خداوندی ہوتا ہے:۔

(اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ (پ۶ ع)

اس میں شک نہیں کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ (اس کی ذات، صفات اور عبادات میں کسی کو بھی) شریک ٹھہرائے، تو اللہ کی طرف سے اس پر بہشت حرام ہوچکی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتویں پارے، سولہویں رکوع میں اٹھارہ پیغمبروں کے نام بیان کئے۔ جو یہ ہیں:۔ (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۲) حضرت اسحٰق علیہ السلام (۳) حضرت یعقوب علیہ السلام (۴) حضرت نوح علیہ السلام (۵) حضرت داؤد علیہ السلام (۶) حضرت سلیمان علیہ السلام (۷) حضرت ایوب علیہ السلام (۸) حضرت یوسف علیہ السلام (۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۱۰) حضرت ہارون علیہ السلام (۱۱) حضرت زکریا علیہ السلام (۱۲) حضرت یحیٰ علیہ السلام (۱۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۱۴) حضرت الیاس علیہ السلام (۱۵) حضرت الیسع علیہ السلام (۱۶) حضرت یونس علیہ السلام (۱۷) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام (۱۸) حضرت لوط علیہ السلام۔

ان اٹھارہ پیغمبروں کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۷ ع ۱۶)

اور اگر (یہ پیغمبر) شرک کرتے۔ تو ان کے (تمام) اعمال ضائع ہوجاتے۔

اللہ تعالیٰ جناب سید المرسلین رحمت للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پ۲۴ ع ۴)

اور اگر (یہ پیغمبر) بے شک تمہاری طرف اور ان (سب پیغمبروں) کی طرف وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے (تمام) اعمال ضائع ہوجائیں گے اور ضرور تم گھاٹے میں آجاؤ گے۔

مطلب یہ ہے کہ بفرض محال اگر پیغمبروں سے کسی قسم کا شرک ہوجاتا تو اللہ تعالیٰ ان سب کے اعمال مٹادیتا۔ یہ تخویف ہے مسلمانوں کے لئے کہ وہ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں، نہ صفات میں۔ نہ الوہیت میں نہ ربوبیت میں اور نہ عبادات قولی، بدنی، مالی میں۔ مولانا حالیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق ؛ زباں اور دل کی شہادت کے لائق۔

اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق ؛ اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق۔

حادثات ہماری تنبیہہ اور غفلت شکنی کے لئے ہیں۔ وقت نے صدائے رحیل بلند کر دی ہے۔ اسے محسوس کیجئے اور حرکت و عمل کے لئے تیار ہو جایئے خدانخواستہ اگر ہم آج بھی خواب غفلت میں پڑے سوتے رہے تو یاد رکھئے زمانہ پھر اٹھنے کا موقع نہیں دے گا انقلاب و تغیر کی اہمیت و نزاکت کو خدارا نظر انداز نہ کیجئے سوچئے اور غور و فکر کرنے کا وقت یہی ہے۔ ضرورت ہے کہ کمال حزم و احتیاط کے ساتھ آئندہ اقدامات کا ایک نقشہ مرتب ہو۔ اگر یہ وقت محض اخبار کی قلم فرسائیوں اور تقریر کی طلسم طرازیوں میں ضائع کر دیا گیا تو یاد رکھئے قدرت اپنی بخششوں میں جس قدر فیاض ہے اتنی ہی غافلوں کی تعذیب میں شدید ہے۔

ابتدائی مراحل میں بغیر کسی تاخیر کے درج ذیل کاموں کو پورے ولولہ اور حوصلہ مندی کے ساتھ انجام دیا جائے۔

۱۔ باہمی یگانگت اور اتحاد و بھائی چارگی کو ترقی دی جائے۔ تمام جھگڑوں اور اختلافوں کو دور کیا جائے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے درد و غم میں شریک ہو جائے اور یہ حقیقت لوگوں کے دلوں میں نقش کر دی جائے کہ مسلمانوں کے کسی معصیت نے ان کو اس قدر نقصان نہیں پہنچایا ہے جس قدر باہم اختلاف اور تفرقے نے اور کوئی چیز ان کو اس قدر نفع نہیں پہنچا سکتی جس قدر یہ چیز کہ سب مل کر ایک اور بھائی بھائی ہو جائیں۔

۲۔ مسلمانوں کی عملی زندگی بالکل تباہ ہو چکی ہے اس لئے ضروری ہے کہ احکام شرع کے احترام و اتباع کا مردہ جذبہ پھر از سر نو زندہ کر دیا جائے اور ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ لوگوں کے دل اللہ اور اس کی شریعت کے حکموں کے آگے سربسجود ہو جائیں۔

۳۔ مسلمانوں کو سمجھایا جائے کہ بیکاری ایک شرعی و ملی معصیت ہے اس لئے کسی مسلمان کو اپنی زندگی بیکار نہیں کاٹنی چاہئے۔

۴۔ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جائے بالخصوص مذہبی تعلیم سے ایک مسلمان بچہ بھی محروم نہ رہنے پائے۔

۵۔ تمام منہیات و منکرات مثلاً" شراب' جوا' گانا' باجا' سینما' ٹی وی' وی سی آر' جھوٹ' غیبت' فحش کاری سے مسلم معاشرہ کو پاک کیا جائے۔

۶۔ نماز باجماعت کے قیام پر زور دیا جائے اور اس سرگرمی سے اس کا ولولہ پیدا کر دیا جائے کہ ایک مسلمان بھی بے نمازی نظر نہ آئے۔ اس کے لئے ہر گاؤں اور محلّہ میں دو' تین تین افراد پر مشتمل ایک ذمہ دار مجلس بنائی جائے جو پورے محلّہ کے اتفاق و اتحاد کے ساتھ لوگوں کو نمازی بنانے کی جدوجہد کرے۔

۷۔ مساجد کی حسب ضرورت اصلاح و مرمت توسیع و تعمیر کی جائے اور انہیں خوب آباد رکھا جائے۔

۸۔ حفاظت خود اختیاری کے لئے ہر گاؤں اور محلّہ میں ایک جماعت ہمیشہ موجود رہے۔

۹۔ افواہوں اور اشتعال انگیزیوں پر صبر و سکون کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے اور فتنہ و فساد کو صلح و آشتی کے ساتھ دفع کرنے کی ہر امکانی کوشش کی جائے۔ بصورت دیگر اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے فسادیوں کی مدافعت ہمت و جرات کے ساتھ کی جائے۔

۱۰۔ اپنے ہمسایہ دیگر برادریوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے جائیں' ان کے ساتھ رواداری' حسن اخلاق' اچھے سلوک اور ہمدردی کے برتاؤ کیا جائے۔

اگر ان اصول پر عمل کرتے ہوئے استقلال و پامردی کے ساتھ ہمارے قدم بڑھتے رہے تو انشاء اللہ مصائب کے بادل چھٹ جائیں گے۔ مشکلات دور ہو جائیں گی حق و صداقت کا غلبہ اور عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا۔ ظلم پیشہ طاقتیں سرنگوں اور طاغوتی ظلمتیں کافور ہو جائیں گی۔

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

●●●

# اسلام میں عورت کا مقام

از ڈا اعجاز احمد انجینیرنگ یونیورسٹی لاہور

مذہب اسلام عورت کو جو مقام عطا کرتا ہے اس کا جائزہ لینے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ دوسرے مذاہب اور معاشرے عورت کو کیا مقام دیتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر عورت کو اس مقام کا اندازہ لگانا مشکل ہے جو اسے اسلام عطا کرتا ہے۔ اسلام سے پہلے رومن معاشرت میں عورت کو RES A THING سے تعبیر کیا جاتا تھا عورت نہ تو صاحب جائیداد ہو سکتی تھی اور نہ اس کا وراثت میں کوئی حصہ ہوتا تھا اور نہ ہی وہ کسی قسم کی قانونی چارہ جوئی کر سکتی تھی یعنی رومن معاشرت میں عورت کو عام شہریوں کے بنیادی حقوق بھی حاصل نہ تھے وہ مردوں کی طرح SUI JURIS نہ تھی۔ ہندو معاشرت میں عورت کو خاوند کی وفات کے بعد جینے کا کوئی حق نہیں ہوتا تھا یا تو اسے اس کے مردہ خاوند کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا یا پھر اسے اپنے ہی گھر میں اچھوتوں سے بھی بدتر زندگی گزارنا پڑتی تھی۔ اس کا سر منڈوا دیا جاتا تھا وہ اچھا کھانا نہیں کھا سکتی تھی وہ تمام عمر اچھے کپڑے نہیں پہن سکتی تھی یا اسے دیو داسی بنا کر مندروں میں پنڈتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا تھا جو اس سے اپنی شہوت کی پیاس بجھاتے تھے آج کی ہندو معاشرت میں بھی یہ بدترین ظلم عورت کے خلاف ڈھایا جاتا ہے پچھلے دنوں راجھستان میں ایک عورت کے ستی ہونے کی خبر آئی ہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور اسلام کے خوشگوار اثرات کی وجہ سے اس قسم کی قبیح رسوم یہاں پر کم ہوئی ہیں۔

عیسائیت میں عورت کو کوئی سوشل مقام حاصل نہیں تھا عورت کی تجارت اور غلامی عام تھی عیسائی معاشرت میں بہت عرصہ تک طلاق کا کوئی تصور موجود نہیں تھا حالات خواہ کتنے ہی بدتر کیوں نہ ہو جائیں عورت طلاق حاصل نہ کر سکتی تھی شادی کو SACRAMENT قرار دے کر اس کی آڑ میں عورت پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا جاتا اور طلاق کے حق سے بھی محروم رکھا جاتا تاکہ وہ اپنے خلاف ہونے والے ظلم کے خلاف آواز بھی نہ اٹھا سکے۔ عیسائیوں کی مقدس کتاب میں عورت کو حضرت آدم کے جنت سے نکالے جانے کا موجب قرار دے کر عورت کی تذلیل کی گئی بائبل میں لکھا ہے کہ شیطان (سانپ) کی ترغیب پر حوا نے حضرت آدم کو ممنوعہ پھل کھانے پر ابھارا جب کہ قرآن میں ہے فالھما...... پرانے وقتوں میں لوگ اپنی عورتوں کو ایام ماہواری میں گھروں سے نکال کر الگ تھلگ جھونپڑیوں میں بند کر دیا کرتے تھے۔ ان جھونپڑیوں کو MENSES HUTS کہا جاتا تھا موہنجوداڑو سے ملنے والا چھ ہزار قبل مسیح کا ناچتی ہوئی عورت کا مجسمہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پرانی تہذیبوں میں عورت صرف نفسانی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ رہی ہے۔ ظہور اسلام سے قبل POLYANDRY کا عام رواج تھا جو کہ POLYGAMY کی ایک قسم ہے اور جس میں ایک عورت کئی ایک مردوں کے تصرف میں ہوتی تھی اور خاوند کے فوت ہو جانے پر سوتیلے بیٹے کے تصرف میں آ جاتی تھی۔ عیسائیت میں تو حضرت حوا کو حضرت آدم کے باغ عدن سے نکالے جانے کا موجب قرار دیا جاتا ہے اور پھر عورت کو تمام مصائب کا ذمہ دار قرار دے کر اس پر ہر طرح کا ظلم ڈھایا گیا جب کہ قرآن پاک میں ہے کہ دونوں بھٹک گئے اور ایک جگہ آتا ہے قال یا آدم...... یعنی شیطان حضرت آدم سے مخاطب ہے اور اس طرح عورت کی عصمت اور احترام کو اور وقار عطا کیا گیا اسلامی معاشرے میں عورت صاحب جائیداد ہو سکتی ہے وہ خلع کے ذریعے

طلاق بھی حاصل کر سکتی ہے اور خیار البلوغ کے ذریعے اس کی پسند ناپسند کا بھی خیال رکھا گیا اسلام میں عورت کی مرضی کے خلاف اس کی شادی نہیں کی جا سکتی اسلام شادی کو SACRAMENT (یعنی مذہبی اور مقدس بندھن) نہیں بلکہ SOCIAL CONTRACT (یعنی سماجی رشتہ و بندھن) قرار دیتا ہے جو کہ دونوں پارٹیوں کی مرضی سے بنایا اور نبھایا جاتا ہے اور اگر حالات خراب ہو جائیں تو توڑا بھی جا سکتا ہے۔ مذہب اسلام کے مطابق وراثت میں عورت کو حصہ دار بنایا گیا ہے عورت کی عزت و عصمت کو بہت مقدس جانا گیا اور زنا کی سخت سزائیں رکھی گئیں۔ مغربی عورت کی آزادی کا پروپیگنڈہ کرنے والے مغرب زدہ غلام ذہن اسلام میں تعدد ازواج کو مسئلہ بنا کر اس بات کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو کمتر مقام دیا جاتا ہے وہ جاہل یہ نہیں جانتے کہ اس سے عورت کی عزت و احترام میں کوئی فرق نہیں پڑتا دو دو تین تین چار چار شادیوں کا حکم بہت سی مصلحتوں کے تحت دیا جاتا ہے جس میں ایک مصلحت یتیموں کی فلاح کا پہلو بھی ہے اور پھر یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ فان خفتم الا تعدلو...... "اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو" (یہ الگ موضوع ہے جس پر پھر کبھی لکھوں گا "انشا اللہ) کسی بھی مذہب میں عورت کو جائیداد کا آدھا حصہ دینے کا حکم دیا اگر میت کی وراثت سے دو سے زیادہ لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے اور اگر ایک ہی لڑکی ہے تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے۔ ایک بیوی جس کے بچے بھی ہوں خاوند کی جائیداد سے ۸/۱حصے کی حق دار ہے اور جس کے بچے نہیں ہیں وہ عورت اپنے خاوند کی جائیداد کے ۴/۱حصہ کی حق دار ہے در حقیقت اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر سطح پر عورت کے حقوق کی پاسداری کرتا ہے اسلام تو عورت کو اتنا بلند درجہ عطا کرتا ہے کہ الجنتہ تحت اقدام امہاتکم (حدیث) مغربی عورت کی آزادی کا پروپیگنڈہ ایک کھوکھلا نعرہ ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ برطانیہ جس کی تاریخ بہت پرانی ہے اور جسے انسانی حقوق اور عورتوں کی آزادی کا علمبردار سمجھا جاتا ہے وہاں کے لوگوں نے ایک تحریک چلائی جسے SUFFOAGETTE MOVEMENT کہتے ہیں تب کہیں ۱۹۲۸ء میں وہاں کی عورت کو ووٹ کا حق دیا گیا انگلینڈ اور امریکہ میں آج کے خلائی دور میں بھی کام کرنے والی عورتوں کی اجرت مردوں کے مقابلے میں تیس فیصد کم ہے اور ایسے بہت سے حقائق ہیں جن سے مغرب کے کھوکھلے نعروں کی قلعی کھلتی ہے اور یہ مقام فکر ہے پاکستان کے مغرب زدہ ذہن رکھنے والے لوگوں کیلئے۔ CHURCH MEDIEVAL CHRISTIAN صدیوں تک اس بحث میں مبتلا رہا آیا کہ عورت میں پاک روح (SPIRIT) ہے کہ نہیں وہ عورت کو ناپاک جسم قرار دیتے ہیں لہٰذا ناپاک جسم میں پاک روح کیسے سما سکتی ہے اس سے زیادہ عورت کی تذلیل کیا ہوگی مغرب جس کی ترقی کے راگ ہمارے یہاں مغرب زدہ ذہن الاپتے رہتے ہیں وہاں پر عورت کو طلاق کا حق بیسویں صدی میں دیا گیا ایڈورڈ ہشتم کو ایک مطلقہ عورت سے شادی کرنے کے لئے کلیسا کے دباؤ پر تخت انگلینڈ چھوڑنا پڑا کیا مطلقہ عورت اتنی بری اور گھٹیا مخلوق ہے کہ اس سے شادی کرنے کے بعد بادشاہ بادشاہت کے قابل نہیں رہتا یہ ہے مغرب اور اس کی تہذیب اس کے برعکس آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ایک بیوہ مطلقہ عورت سے شادی کی اور وہی عورت پوری امت مسلمہ کی ماں کہلائی۔ جب حضورؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آتی تھیں تو آپؐ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اسلام نے عورت کو ماں بیٹی بہن اور بیوی کے روپ میں جو عزت دی ہے وہ آج تک کوئی مذہب کوئی تہذیب نہیں دے سکی ہے اور نہ دے سکے گی۔

---

## آپ کے مسائل

### چند مکانوں کی بستی میں جمعہ ونماز عید کا مسئلہ

تحصیل تلہ گنگ کے ایک گاؤں بڈھیال کے دیہات ہیں گاؤں سے تقریباً ۴ کلومیٹر کے فاصلے پر لوگوں نے اپنی اپنی زمینوں میں ڈھوکوں کی شکل میں ڈیرے لگائے ہوئے ہیں جن کو اگر اکٹھا کیا جائے تو ایک چھوٹا گاؤں یا شہر کا بڑا محلہ بن سکتا ہے چند ڈھوکوں پر مساجد بھی ہیں جن کی تعداد پانچ ہے لیکن کسی ایک مسجد میں بھی باقاعدہ جماعت نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی امام مقرر ہے ایک قبرستان بھی موجود ہے تین دکانیں بھی ہیں جہاں سے عام ضروریات زندگی کی چیزیں تقریباً مل ہی جاتی ہیں لڑکوں کے لئے ایک پرائمری سکول اور لڑکیوں کے لئے دو پرائمری سکول موجود ہیں۔ دو ڈھوکوں پر ستری بھی ہیں ایک پر موچی بھی ہے۔ جو وقتی طور پر آتا ہے ایک یا دو سال بعد چلا جاتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد نیا آجاتا ہے۔ لیکن مستقل کوئی بھی نہیں رہتا۔

یہاں پچھلے دو تین سالوں سے چند مولویوں کے کہنے پر عید پڑھائی جارہی ہے انہوں نے کہا کہ یہاں عید پڑھنی جائز ہے۔ لیکن جمعہ کی نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ کیونکہ عید واجب ہے اور جمعہ فرض ہے اس لئے عید کی نماز یہاں پڑھوانا جائز ہے۔

میں نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب عالم دیوبند کی کتاب بہشتی زیور میں پڑھا ہے کہ جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی وہاں عید کی نماز بھی نہیں ہو سکتی ان دونوں نمازوں کے لئے شہر یا قصبہ کا ہونا ضروری ہے۔

تعلیم الاسلام میں بھی یہ لکھا ہے کہ جہاں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی وہاں عید کی نماز بھی نہیں ہو سکتی۔ بہشتی زیور میں لکھا ہوا ہے۔ جہاں عید کی نماز نہیں پڑھی جاتی وہاں صبح کی نماز کے بعد قربانی ہو سکتی ہے کیا یہ جائز ہے؟

آپ سے گذارش ہے کہ ان حوالیات و بیانات

# حضرت مولینا مسعود سلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

## مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

از: سعید احمد عنایت اللہ

ذات حیّ و قیوم کا بندۂ فانی پر انعام عظیم یہی ہے کہ اسے تفقہ فی الدین کی نعمت سے سرفراز فرمائیں دینی فہم و فراست کے حصول کے بعد دعوت اسلام اور دفاع اسلام کا عمل وہ عظیم جہاد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے منعم علیہ بندوں کو منتخب فرماتے ہیں۔ یہ بہرحال امت کی وہ مقدس شخصیات ہیں جو آسمان ہدایت پر درخشندہ و تابندہ ستارے بن کر چمکتے ہیں اقوام و شعوب جن سے روشنی رشد حاصل کرتی ہیں اور ان کو مشعل راہ بناتی ہیں۔ یہ حضرات دینی تشنگان ہدایت کی اپنی علمیت و بصائر سے سیرابی کرتے ہیں اور معارف اسلامیہ بکھیرتے ہیں۔

اس علم و جہاد کے اس قافلہ کے سرخیل رحمۃ اللہ علیہ جیسے پر آشوب دور کے اسلامی ہیرو حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہیں جن کی شخصیت سے حق تعالیٰ نے دعوت و دفاع اسلام کا کام اسی دور میں لیا جب کہ دلیتاؤں کے اقتدار کے تسلط کا یہ عالم تھا کہ انگریزی حکومت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا۔

عقائد حقہ کے اثبات اور تحفظ ملت اسلامیہ کے مبارک سلسلہ میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے جو مجاہدانہ عظیم الشان کارنامے سرانجام دیں اور اہل باطل سے مناظروں کے میدان میں جہاں حق کا علم بلند کیا پھر ایک دقیع تالیفات کا علمی ذخیرہ امت کے سپرد کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں دین اسلام کا عظیم مرکز اور شریعت مطہرہ کے تحفظ کا حصن حصین ارض حرم مکی میں اس ادارہ کی تاسیس و قیام بھی ہے جو کعبہ مشرفہ کے زیر سایہ جزیرۃ العرب کی اہم ترین اور اولین نظامی درسگاہ مدرسہ صولتیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور بیسیوں ممالک کے ہزاروں طلباء علوم کی عرصہ ایک سو بیس سال سے علمی پیاس بجھا رہا ہے۔ اس درسگاہ سے بلاد اسلامیہ کے بڑے بڑے علماء محققین اور دانشور سند فراغت حاصل کر چکے ہیں اللہ کے فضل و کرم اور مؤسسین کے اخلاص و للّٰہیت کی برکت سے ہر دور میں اس کے انتظام و اہتمام کے لئے ایسے بلند ہمت اور عالی ظرف اہل علم و عزم کو منتخب کرتا رہا۔ جنہوں نے اپنی خداداد قابلیت و مجاہدانہ صلاحیت اور بانی اوّل کی حکیمانہ ہدایات اور ان کے زرّیں نصائح کو مشعل راہ بنا کر دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ کی ترقی کو چار چاند لگائے۔ ان سطور کی تحریر سے اس مدرسہ کے ناظم رابع حضرت مولانا محمد مسعود سلیم کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں جو ۲۹ شعبان ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۳ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ کے دار فانی سے دار باقی منتقل ہو گئے اور اس جہان میں صرف اپنے اہل خاندان یا اہل مدرسہ کو ہی نہیں بلکہ بلد الامین کے مقیمین اور اسلام کے لاکھوں متعلقین کو غمزدہ چھوڑ گئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ط

سرخ و سفید رنگت کی انتہائی نفیس کا ملی اور لطافت سے

---

کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کی روشنی میں فیصلہ دے کر عوام کے شکوک و شبہات کو دور فرمائیں۔

(۱) کیا یہاں عید کی نماز پڑھنی جائز ہے؟

ج: بہشتی زیور اور تعلیم الاسلام کا مسئلہ صحیح ہے۔ جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں عید بھی جائز نہیں۔

(۲) پچھلے دو تین سالوں سے یہاں عید پڑھائی جا رہی ہے لہٰذا اس بارے میں اب کیا کیا جائے؟

ج: بند کر دی جائے۔

(۳) جہاں عید کی نماز نہیں پڑھی جاتی ہے وہاں صبح کی نماز کے بعد قربانی کرنا جائز ہے؟

ج: عید کی نماز وہاں نہیں ہوتی، اس لئے فجر کے بعد قربانی جائز ہے۔

## حج کے مسائل

س: حج کب فرض ہے؟

ج: جب کسی کے پاس آنے جانے کے مصارف اور پیچھے بال بچوں کا خرچ موجود ہو۔

س: اگر کسی شخص پر حج فرض نہیں ہے اور وہ حج کر لیتا ہے تو فرض ہونے کے بعد کیا اس کو دوبارہ حج کرنا پڑے گا؟

ج: دوبارہ حج فرض نہیں۔

س: میری تنخواہ ۹۵۰۰/- روپے ماہانہ ہے اور میرے گھر کا ماہانہ خرچ تقریباً ۵۰۰۰/- روپے ماہانہ ہے۔ میرا اپنا ذاتی مکان ہے۔ میں باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں جس کی مالیت تقریباً ۱۰۰۰/- [illegible] سالانہ ہے۔ بچے چھوٹے ہیں کوئی بڑا خرچ نہیں ہے لیکن حال ہی میں مکان خریدنے کی وجہ سے فی الحال میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں حج ادا کر سکوں لیکن اگر میں قرض یا بیسی کی رقم سے حج ادا کر لوں تو قرض کی رقم با آسانی ادا کر سکتا ہوں کیا اس صورت میں میں حج ادا کر سکتا ہوں اور کیا اس صورت میں میرے اوپر حج فرض ہے؟

ج: حج کی فرضیت کا اصول اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور

باقی صفحہ ۱۷ پر [؟]

نیز سادگی و ظرافت سے سرشار پر بہار زندگی بسر کی۔ حضرت مولانا شمیم صاحب مرحوم مدرسہ صولتیہ کے فضلاء میں سے تھے۔ جنہوں نے ۱۳۶۰ھ میں مدرسہ صولتیہ سے سند فراغت حاصل کی اور تدریس کے ساتھ ساتھ اپنے والد محترم مولانا محمد سلیم صاحب ناظم ثالث مدرسہ صولتیہ کے ساتھ متعاون رہے۔

مولانا محمد سلیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پناہ خوبیوں سے متصف فرمایا تھا۔ آپ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی فراست کے وارث حضرت مولانا محمد سعید کے جانشین اور مکہ مکرمہ کے اعیان میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے لخت جگر فرزند کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا لہٰذا مولانا شمیم صاحب کو تعمیر شخصیت کے تمام عناصر خاندان، ماحول اور علم بفضلہ تعالیٰ میسر رہے اس لئے آپ ممتاز ماہر تعلیم اور کامیاب و تجربہ کار منتظم مربی احسان و شفقت کے پیکر اور قلب رحیم رکھنے والے انسان بن کر ظاہر ہوئے آپ نے شعبان ۱۳۹۰ھ میں مولانا محمد سلیم کی وفات کے بعد مدرسہ کی نظامت علیا کا بار اٹھایا اور تادم حیات مدرسہ صولتیہ کی عظیم روایات کو برقرار رکھتے ہوئے شاندار خدمات انجام دیں۔

اسلامک کمیونٹی پاکستان کی درخواست پر ۱۴۰۱ھ سے ۱۴۰۵ھ تک نہ صرف مدرسہ کی عمارتوں کو پاکستانی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف کیا بلکہ اس کے علاوہ بجلی، پانی کے دیگر اخراجات کو بھی خود برداشت کیا جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اور پاکستانی قوم ان کی ہمیشہ شکر گزار رہے گی۔

مولانا شمیم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صفات سے نوازا تھا۔ آپ طبیعت کے جوہری اور بات کے صاف گو اور دل کے بڑے ہی سلیم تھے۔ ہمیشہ صاف اور کھری بات جرأت سے کہہ دیتے۔ اختلافی امور میں حکیمانہ اسلوب اختیار کرتے اگر کسی وقت اختلافی تقاضے کے تحت کسی کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو اس کو منانا بھی ان کا شیوہ تھا اور ایسے وقت مسنون مسکراہٹ اور بجلیاں چاند کے شیریں الفاظ ان کی یادوں کو نہیں بھلا سکیں گے۔

قلب کی سلامتی کی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ کسی مخالف کے لئے بھی دل میں کدورت نہ ہوتی تھی نہ عداوت نہ ایذا رسانی ناراضگی صرف زبان تک محدود رہتی وہ بھی معلمانہ شدت سے تجاوز نہ ہوتی ہر ایک کے لئے نصیحت و خیر خواہی اور حتی المقدور اپنے پرائے واقف ناواقف سے تعاون کر کے دل کا سکون حاصل کرتے تھے۔ ورنہ مضطرب و متفکر رہتے یہی وجہ تھی کہ ہر حاجت مند اپنی ضرورت بلا جھجک ان کے سامنے بیان کر دیتا۔ تکلف اور تکلیف سے بہت دور رہتے۔ اور ہر آنے والے کو خلوص دل سے مرحبا اور بسم اللہ کہہ کر اپنے قریب کرتے تھے۔ جس میں کوئی تصنع یا بناوٹ تک کا کوئی شائبہ نہ ہوتا۔

آج کل کے تیز رفتار حالات کے دور میں کسی ادارے کا مہتمم ہو اور تکلف سے عاری نا پید اگر نہیں تو نادر ضرور ہے

مولانا شمیم صاحب اہتمام کے وقار اور انتظامی رعب داب کے باوجود تکلف کے نام سے ناواقف تھے۔ سادگی اور ظرافت ان کی طبیعت تھی۔ مدرسہ یا ضیوف الرحمٰن کی خدمت کا ادنیٰ سے ادنیٰ کام اپنے ہاتھ سے کرنا سعادت سمجھتے بلکہ بسا اوقات دیگر اہل مدرسہ اور خدام کی موجودگی میں بھی ایسے کام میں سبقت لے جاتے جنہیں خاص تو کیا عام حضرات بھی اپنی شخصی وجاہت سے ادنیٰ یا خلاف شان سمجھ کر بچے رہتے۔ شخصیت کی تعمیر اور انسانیت کے کمال میں یہ اعلیٰ صفات ان کے احباب متعلقین اور خلف کے لئے قابل تقلید زریں اصول ہے

مولانا شمیم صاحب نے اپنی زندگی میں خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری رکھا تھا۔ بیسوں اشخاص بھی سمجھتے ہیں کہ مولانا کا جیسا تعلق میرے ساتھ تھا وہ مجھ سے ہی مختص تھا۔

صلہ رحمی اور دوسروں کی خبرگیری ان کی امتیازی شان تھی۔ طلبہ مدرسین کے علاوہ دیگر متعلقین کو مکہ مکرمہ کے قیام و طعام کا انتظام کا ایسا اہتمام فرماتے گویا وہ ان کے گھر کے افراد ہیں۔

مولانا کے تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا نا حرمین شریفین میں مختلف طبقات کے لوگ ہوتے ہیں۔ عام حجاج کرام بالخصوص مختلف ممالک کے علماء ادباء صحافی اہل قلم ارباب سیاست کئی طرح کے لوگ مولانا شمیم صاحب جو ایک ذات میں انجمن تھے سب کے تعلقات کو نبھاتے اور ہر ایک کی اقامت مکہ مکرمہ کے دوران خبرگیری رکھتے اور ان کو فکر لاحق رہتی کہ ہر ایک کی طبیعت کے مطابق قیام و طعام کا بندوبست ہو۔ اکثر بزرگوں و اہل علم کو قیام اگر ہوٹلوں میں ہوتا تو ان کا کھانا گھر سے پکا کر بھجواتے باقی گھر کے کھانے پر تو نا نہ کا وقت ہوتا وہ پھر یا رات کا کھانا میرے خیال سے مہمان کے بغیر تناول کرنا ان کے ہاں خلاف معمول تھا۔

پاک و ہند کے دور دراز علاقوں سے آنے والے حجاج کرام اور زائرین حرمین شریفین مدرسہ صولتیہ کو اپنا گھر اپنا مدرسہ اور اپنا ادارہ سمجھ کر مدرسہ آتے تو پہلی ملاقات مدرسہ مولانا شمیم سے ہوتی۔

مولانا تعارف کے طور پر پوچھتے حاجی صاحب کہاں سے تشریف لائے تو اگر صرف پاکستان یا ہندوستان کہتے تو مولانا فوراً دوسرا سوال کرتے اس کے لئے پوچھتے کہ بھائی کس شہر سے آئے ہو شہر کا نام کیوں نہیں بتاتے اکثر چار یا پانچ شہروں کا نام لے کر یہ سوال ہوتا تو عام حاجی بھی سمجھتا کہ کوئی مدرسہ میں مقیم یہ شیخ کرایا جاسکے یا کسی علاقے کا کوئی بزرگ ہے جو جلدی خبرگیری اور خدمت کی خاطر یہاں مقیم ہے اور اپنے فرض کی ادائیگی کی خاطر ہم سے یہ پوچھ رہا ہے۔ پھر مولانا اسی علاقے کے کسی بزرگ عالم یا معروف شخصیت کا حال پوچھ لیتے۔ تو اب تو حاجی صاحب دفتر مدرسہ میں ایک کونے میں بیٹھ کر جائے گویا اپنے ہی آدمی ہیں۔ پھر مولانا اپنے سب کام انہی کے سپرد کر دوں یعنی حجاج کرام کے لئے دفتر میں ڈاک بھی آرہی ہے۔ لفافے بھی کھل رہے ہیں مولانا اپنے قلم سے حاجی کا مکمل پتہ کوڈ نمبر، تحصیل، ضلع، تھانہ سب کچھ تحریر کر رہے ہیں۔ حجاج کرام کا سامان بھی سنبھالا جا رہا ہے کسی کی امانت رکھی جا رہی ہے الغرض بیک وقت بیسیوں حجاج کرام کے کئی انواع کے کام یہ سب کام مولانا شمیم صاحب اور ان کے خلوص محبت اور خداداد توفیق سے ہوتا۔ پھر حجاج کرام میں سے بعض تو یہ سمجھ لیتے کہ شاید مولانا شمیم صاحب کی سعودی سرکار نے یہ ڈیوٹی لگا رکھی ہے یا پاکستانی سفارت خانے یا انڈین ایمبیسی کا کوئی وظیفہ خوار ملازم ہے حقیقت یہ ہے کہ برصغیر یا یورپ امریکہ سے آنے والے حجاج کرام کی جو خاطر تواضع مدرسہ صولتیہ کے دفتر میں مولانا کی زیر نگرانی کی جاتی تھی۔ اس کی محبت یا توفیق کسی ادارے کو بجز یہاں نہ ہوئی حجاج کرام کسی ادارے سے اس کی توقع رکھتے تھے۔

مولانا کثیر المطالعہ شخص تھے حالات حاضرہ کے بارے میں ان کی معلومات انتہائی تازہ ترین ہوتی تھیں۔ اکثر آپ عربی اور اردو کے مختلف روزنامے، ہفت روزہ مجلے اور ماہنامے پاک و ہند سے چھپنے والے دینی، سیاسی ادبی معلوماتی رسائل کا بالالتزام مطالعہ فرماتے۔

راقم نے جب معلم عربی حصہ اول تالیف کیا تو طبع کے بعد کامل کتاب کا فوٹو اسٹیٹ برائے تقریظ مولانا شمیم کے سپرد کیا فرمانے لگے میں انشاء اللہ دو روز سے پہلے اس کو دیکھ لوں گا۔ دوسرے روز مجھے بلا کر جب کتاب واپس دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اول تا آخر کتاب مولانا کی نظر سے گزری

ہے اور وہ بھی بڑے دقیق مطالعہ سے ۔ اس کے اکثر صفحات مولانا کے سبز قلم سے مزین ہیں کہیں واہ کہیں سوالیہ نشان ، کہیں تصحیح کہیں شاباش ، کہیں ماشاء اللہ کے الفاظ رقم تھے ۔ (یہاں پر تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کرنا مناسب ہوگا) فرمایا کہ بہت سے احباب تقریظ کے لئے کتب ارسال کرتے ہیں ۔ مگر فرصت نہ ہونے کی وجہ سے معذرت کردیتا ہوں مگر یہ آپ کی تالیف کے مضامین کے تسلسل اور باہمی ربط کا تقاضا تھا کہ اس کو ایک ہی مجلس میں ختم کردیا گیا مزید فرمایا کہ اس تالیف لطیف پہ بندہ کی طرف سے یہ نقد انعام بھی قبول کیجئے اور تقریظ بھی ۔

مولانا کی تمام خوبیوں سے زیادہ ان کی جس ادائے محبوبانہ مجھے متاثر کیا ۔ وہ ان کے دل میں امت مسلمہ کا ہمہ وقت درد ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا جب بھی مسلمانوں کو کہیں بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا یا کوئی آفت آجاتی تو مدرسہ میں خصوصی طور پہ دعائے خیر اور تلاوت قرآن کریم اور ورد مسنونہ کے ورد کا اہتمام فرماتے اور کہتے بھائی ہمارے اختیار میں تو جو ہے اس میں کمی نہیں کرنا ہی نہیں کرنی چاہیئے ۔ بعض اتفاقات کی مناسبت سے شعبان کا مہینہ خاندان رحمت اللہ کے لئے خاص اہمیت کا حامل ہے اس ماہ مبارک میں مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی گئی ۔ اور مولانا کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد سلیم صاحب کا وصال اور امامت اسلامیہ کے عالم جلیل شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کا وصال اور پھر آپ کا وصال بھی اس ماہ مبارک میں ہوا ۔ یوں شعبان کے مہینے کو بڑی فضیلت بھی حاصل ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے

مولانا شمیم صاحب نے نصف صدی تک گلستان صولتیہ کی خون جگر سے آبیاری کی ۔ اور ہزاروں طلباء علوم دینیہ کو تحصیل علم کے مواقع میسر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے رفقاء کار جو حسین صولتیہ کو بھی تربیت کے زریں اصول سکھلائے اس عظیم مربیّ کو حق تعالیٰ شانہ نے ابنائے اسلام کی تعلیم و تربیت کے اہتمام اور ہم گیر فکر کی برکت سے نہایت سعادت مند صالح اور ذی قدر اولاد عطا فرمائی ہے ۔ جو بفضلہ تعالیٰ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔ اور چاروں فرزند خلف الرشید بہترین سلف کی بہترین اولاد کی اعلیٰ مثال ہیں ۔ مولانا ماجد مسعود (احمد سعید) سے انتظام مدرسہ میں اپنے والد کے معاون ہیں ۔ مولانا احمد سعید المعروف مجال جیشم مدرسہ کے فاضل ہیں ۔ اور رابطہ عالم اسلامی کے ایک شعبہ کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ امور مدرسہ سے گہری دلچسپی ہی نہیں رکھتے بلکہ عملی ربط بھی ۔

مولانا محمد حلیم جو دفتری امور میں مولانا کے مشیر و معاون رہے ہیں پوری لگن سے مدرسہ کی فلاح و بہبود کے لیے فکر مند ہیں ۔

عزیزم حافظ محمد یوسف ندیم ام القریٰ یونیورسٹی کے درجہ عالیہ میں طالب علم ہیں ۔ الحمد للہ سب کے سب بجا طور پر مفکر اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کے آثار علمیہ کی پوری نشاط سے محافظ و امین ہیں ۔

حق تعالیٰ مولانا شمیم صاحب کو اپنی رحمت سے لٹاتے ہوئے کروٹ کروٹ اپنی رحمت سے ڈھانپ لیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کا وارث بنائیں (آمین) اسی ذات عالی سے ان کے فرزندان ابو محمد شمیم ، محمد رحیم ، محمد حلیم محمد ندیم کے لیے توفیق و امداد کے لیے دعا گو ہیں کہ باری تعالیٰ خصوصی عنایات سے ان کی تائید و نصرت فرمائیں ۔ اور وہ مدرسہ صولتیہ کی فیروز ترقی اور خیر کے دیگر کاموں کو جاری و ساری رکھیں

## بقیہ : آپ کے مسائل

یہ بھی کہ اگر آپ قرض لے کر حج کریں گے تو حج فرض ادا ہو جائے گا ۔

س : میرے ایک دوست کی ماں اور دوست کی بیوی یعنی ساس بہو ا میں سخت ترین لڑائی ہے جس میں سراسر قصور ماں کی انا پرستی کا ہے اور ماں میرے دوست کی بیوی پر بہت ظلم کرتی ہے ۔

اب بیوی کا اپنے شوہر سے یہ کہنا ہے کہ ظلم کی انتہا ہو گئی ہے اور میں آپ کی ماں کا کوئی کام نہیں کروں گی علاوہ ازیں میں الگ رہنا چاہتی ہوں ۔ اب آپ بتلائیں کہ اس صورت حال میں میرے دوست کو کیا کرنا چاہیئے ۔ جبکہ بیٹا ماں کا اکلوتا ہے اور ماں اکیلی نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ کافی عمر رسیدہ ہیں ؟

ج : بیوی کو الگ مکان میں رکھے ۔ جہاں کسی اور کا عمل دخل نہ ہو ۔ یہ بیوی کا حق ہے ۔ اپنی ماں کی خدمت کرتا رہے ۔ اس کی بے ادبی و گستاخی نہ کرے یہ ماں کا حق ہے ۔ دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر نہ رکھے یہ دونوں کا حق ہے ۔

## جماعتی رفقاء سے اپیل

اس ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد میں سرپرست مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کی اہلیہ محترمہ ۔ عالمی مجلس ننکانہ صاحب کے مدیر مکرم محمد متین خالد کی والدہ محترمہ ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا زرین احمد خان ۔ عالمی مجلس مرکزی مبلغ مولانا خدا بخش صاحب کی والدہ محترمہ کے سانحہ ارتحال پیش آئے ۔ جماعتی رفقاء سے اپیل ہے کہ وہ ہر چہار فوت شدگان کے لئے قرآن خوانی کریں ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کریں ۔ حق تعالیٰ شانہ فوت شدگان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی سعادت سے بہرہ ور فرمائیں ۔

اس طرح شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب انور کے برادر گرامی اور بھتیجہ بھی انتقال فرما گئے ۔ ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی رفقاء سے اپیل ہے ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام بزرگ رہنما اور امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ختم نبوت پرچہ کے ایڈیٹر محترم عبد الرحمٰن یعقوب باوا صاحب جنرل سیکریٹری جناب مولانا محمد انور فاروقی صاحب اور رانا محمد انور اور مبلغین و کارکنان اس صدمہ میں مرحومین کے ورثاء کے غم میں برابر کے شریک ہیں ۔

ناظم دفتر مرکزیہ ملتان

عقیدہ ختم نبوۃ

آخری قسط

# مرزائی وسوسے اور ان کا جواب

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

تحریر: محمد حنیف ندیم سہارنپوری

اب ہدایت و کامیابی کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس جامع ترین عالمگیر صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ لے کر آئے ہیں۔ یہ ہی پیغمبر ہیں جن پر ایمان لانا تمام انبیاء و مرسلین اور تمام کتب سماویہ پر ایمان لانے کا مرادف ہے۔"

یہ سورۃ الاعراف کے بیسویں رکوع کی پہلی آیت ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رسول ہیں؟ اول تو یہ مسئلہ اس آیت اور اس کے ترجمہ پر غور کرنے سے ہی معلوم اور واضح ہو جائے گا کیونکہ "نبی امی" آپ ہی کا لقب ہے پھر اس سے پہلے آمنوا باللہ و رسولہ میں بھی اب ایک ہی رسول پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے اگر کوئی دوسرا رسول مبعوث کیا جانا مقدر ہوتا تو اس کی طرف اشارہ ضرور ہوتا صرف ایک ہی رسول پر ایمان لانے کا حکم دینا اور وہ بھی نبی امی پر۔ فلہذا معلوم ہوا کہ اب آپ ہی ساری دنیا کے رسول ہیں۔ پھر بھی اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ہمیں اس پوری صورت پر ایک نظر ڈالنی ہوگی۔ تو آیئے دیکھیں شروع سورت سے لے کر اس آیت تک اللہ تعالیٰ نے کیا بیان فرمایا ہے۔

سب سے پہلے سورت کے دوسرے رکوع سے اللہ تعالیٰ نے تخلیق سیدنا آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور پھر آپ کی اولاد پر اپنے انعام و اکرام کا ذکر فرمایا اور پھر اپنے انعام و اکرام کا ذکر کرتے ہوئے اولاد آدم کو یوں نصیحت فرمائی۔

**یبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ○**

یعنی اے اولاد آدم کی! اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے کہ سنائیں تم کو آیتیں میری، تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بیان کرنے کے بعد اولاد آدم کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اولاد آدم پر خدا نے اپنے انعام و اکرام کا تذکرہ فرمانے کے بعد ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا چنانچہ اس آیت میں اولاد آدم کو فرمایا گیا کہ اے آدم کی اولاد اگر میرے رسول میری آیتیں سنانے آئیں تو انہیں قبول کرنا، ان کا انکار نہ کرنا۔ اگر تم نے انہیں جھٹلایا، ان کا انکار کیا تو تم دوزخ کے مستحق ٹھہرو گے اور اسی میں ہمیشہ رہو گے۔

اس آیت کی تفسیر حضرت علامہ عثمانیؒ یوں فرماتے ہیں۔

ابن جریر نے ابویسار سلمی سے نقل کیا کہ یہ خطاب **یابنی ادم اما یاتینکم الخ** کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ **قلنا اہبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی الخ** اور بعض محققین کے نزدیک جو خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا یہ اس کی حکایت ہے۔ میرے نزدیک دو رکوع پہلے سے جو مضمون چلا آرہا ہے اس کی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم و حوا اپنے اصلی مسکن (جنت) سے جہاں ان کو آزادی و فراخی کے ساتھ بلا روک ٹوک زندگی بسر کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو ان کی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی آبائی میراث واپس دلانے کے لئے کچھ ہدایات کی جائیں چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنے کے بعد معاً" **یابنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا الخ** سے خطاب شروع فرما کر تین چار رکوع تک ان ہی ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ ان آیات میں کل اولاد آدم کو گویا یک وقت موجود تسلیم کر کے عام خطاب کیا گیا ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے بہشتی لباس و طعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس و طعام کی تدبیر فرما دی گو جنت کی خوشحالی اور بے فکری یہاں میسر نہیں۔ تاہم ہر قسم کی راحت و آسائش کے سامان سے متمتع ہونے کا تم کو موقع دیا تاکہ تم یہاں رہ کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر کر سکو۔ چاہئے کہ شیطان لعین کے مکر و فریب سے ہوشیار رہو، کہیں ہمیشہ کے لئے تم کو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بے حیائی اور اثم وعدوان سے بچو۔ اخلاص و عبودیت کا راستہ اختیار کرو۔ خدا کی نعمتوں سے تمتع کرو مگر جو حدود و قیود مالک حقیقی نے عائد کر دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ پھر دیکھو ہر قوم اپنی اپنی مدت موعودہ پوری کر کے کس طرح اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جاتی ہے اس اثناء میں اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں جن سے تم کو اپنے باپ کی اصلی میراث (جنت) حاصل کرنے کی ترغیب و تذکیر ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں، ان کی پیروی کرو اور مدد کرو۔ خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑو اور اعمال صالحہ اختیار کرو۔ تو پھر تمہارا مستقبل بالکل بے خوف و خطر ہے۔ تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے جہاں سکھ اور امن و اطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں۔ ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کر کے ان پر عمل کرنے سے کترائے تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ بہرحال جو لوگ اس آیت سے ختم نبوت کی نصوص قطعیہ کے خلاف قیامت تک کے لئے انبیاء و رسل کی آمد کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں ان کے لئے اس جگہ کوئی موقع اپنی مطلب براری کا نہیں۔"

جیسا کہ شروع میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس سورت کی ابتداء میں حضرت آدم و حوا، پھر ان کی اولاد اور اس پر اللہ کی طرف سے کئے جانے والے انعامات کا ذکر ہے ان کا تذکرہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا آیت میں اولاد آدم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے رسول بھیجنے کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت حکایت ماضی کے طور پر ذکر کی گئی ہے۔ اس سے کسی طرح بھی اجراء نبوت کا مفہوم نہیں نکلتا جیسا کہ مرزائی کھینچا تانی کر کے اس سے یہ مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

## تفسیر بالرائے یا معنوی تحریف

جب مذکورہ آیت کریمہ کا ذکر آ ہی گیا ہے تو یہ عرض کردوں کہ قادیانی اس آیت میں تحریف کر کے یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اجراء نبوت کا بہت بڑا ثبوت ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ **یاتینکم** میں مضارع کا صیغہ ہے جس کے معنی "آئیں گے۔" بنتے ہیں۔ اس لئے رسولوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔

## جواب

۱۔ اس آیت کے شروع میں حضرت آدم اور اولاد آدم علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے اس میں اولاد آدم مخاطب ہے اگر اس میں امت محمدیہ مخاطب ہوتی تو اللہ تعالیٰ **یاایہا الذین امنوا** سے خطاب فرماتے اور اگر تمام انسانیت مخاطب ہوتی تو اللہ تعالیٰ **یاایہا الناس** سے خطاب فرماتے جیسا کہ ہم نے زیر بحث آیت پیش کی ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔ **قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** ○ یا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **یاایہا الناس اعبدوا ربکم** اس میں بھی تمام انسان مخاطب ہیں۔ اس لئے اگر امت محمدیہ میں سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو اللہ تعالیٰ **یاایہا الذین امنوا** فرماتے یبنی آدم نہ فرماتے۔

۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کے بعد زمین پر اولاد آدم کا سلسلہ شروع ہوگیا ان پر طرح طرح کے انعام و اکرام کا نزول بھی ہوا۔ حضرت آدم اور اولاد آدم کے واقعات بطور نصیحت کے ذکر کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل بھیجنے کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں تو ان کے احکامات سے روگردانی نہ کرنا ان کا کہا ماننا چنانچہ اس آیت کے بعد سلسلہ وار کچھ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرمایا۔ مثلاً

۱۔ **لقد ارسلنا نوحا الی قومہ**

بیشک بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف۔

۲۔ **و الی عاد اخاہم ہودا۔**

اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی ہود کو۔

۳۔ **و الی ثمود اخاہم صلحا۔**

اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو۔

۴۔ **و الی مدین اخاہم شعیبا۔**

اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو۔

ان انبیاء کرام کے ذکر ان کی قوم کی نافرمانیوں اور حکم عدولیوں کے بعد ارشاد فرمایا۔

**و لقد جاء تہم رسلہم بالبینت فما کانوا لیومنوا بما کذبوا من قبل** ○

ترجمہ۔ "اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر، پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے۔"

گزشتہ انبیاء کی قوموں نے انہیں جھٹلایا ان پر خدائی عذاب نازل ہوئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کا سامان کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا ارشاد فرمایا۔

**ثم بعثنا من بعدھم موسی بایتنا الی فرعون و ملائہ۔**

ترجمہ "پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس۔"

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کے حالات و واقعات رکوع نمبر ۱۳ سے لے کر رکوع نمبر ۱۹ تک چلے گئے۔ درمیان میں اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں آیا لیکن ان پر نازل ہونے والی کتاب انجیل کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے دوران اس طرح آیا۔

**الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل۔**

ترجمہ۔ "یعنی پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔"

اس طرح جب انجیل کا ذکر آگیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوگیا کیونکہ انجیل وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور باقی انبیاء خصوصاً "بنی اسرائیل میں ہونے والے انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جسے مدعی نبوت مرزا قادیانی نے بایں الفاظ تسلیم کیا ہے۔

"بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے۔"

(خاتمہ نصرۃ الحق ضمیمہ براہین صفحہ ب)

الغرض حضرت موسیٰ اور صاحب انجیل حضرت عیسیٰ کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں کے نبی تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑے زوردار انداز میں ارشاد فرمایا۔

**قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** ○

ترجمہ۔ "اے میرے نبی فرمادیجئے اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔"

سورت کے شروع میں حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کا ذکر کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کچھ انبیاء کا سلسلہ وار تذکرہ فرمانے کے بعد نبی امی امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان فرمایا گویا جو ماضی کی حکایت حضرت آدم سے شروع ہوئی اس کی انتہا صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ پر فرمادی۔ تو اس سورت اعراف نے ان لوگوں کا منہ بند کردیا جو حضورؐ کے بعد اجراء نبوت کے قائل ہیں اور دھکا شاہی و دھینگا مشتی سے مرزا قادیانی کو نبی بنانا چاہتے ہیں۔

۳۔ آیت مذکورہ (یبنی ادم......) میں رسل جمع کا صیغہ ہے جس کا اطلاق ایک پر نہیں بلکہ ایک جماعت پر ہوتا ہے جبکہ (مرزائیوں کے بقول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال تک کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا اور پوری امت محمدیہ بغیر رسول کے رہی یعنی گمراہی میں مبتلا رہی اور اب بھی (بقول مرزائیوں کے) کوئی رسول نہیں آئے گا اس لئے کہ آخری نبوت کا تاج مرزا قادیانی نے خود اپنے سر پہن لیا۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (مرزا قادیانی) کو قبول نہ کیا، مبارک ہے وہ جس نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح، مرزا قادیانی ص ۶۵)

اگر نبوت یا رسالت جاری ہے تو پھر مرزا قادیانی سے پہلے اور مرزا قادیانی کے بعد یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے تھا لیکن مرزا قادیانی نے خود کو آخری راہ اور آخری نور قرار دے کر اپنی ذات پر نبوت اور رسالت کا دروازہ بند کردیا۔ پس اس آیت سے مرزائیوں کا استدلال کرنا قطعی غلط ہے۔

۴۔ قرآن پاک کے پہلے پارہ میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

**فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**

"پس اگر آوے تمہارے پاس میری ہدایت تو جو اس کی اتباع کرے گا اس پر کوئی غم و حزن نہیں ہوگا۔"

اگر مرزائی استدلال کو درست مان لیا جائے کہ آیت کریمہ **یبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم** میں رسول آنے کا ذکر ہے تو اس آیت کریمہ میں ہدایت یعنی شریعت آنے کا ذکر ہے لیکن مرزائی شریعت کی آمد کو بند مانتے ہیں بات واضح ہوگئی کہ ان دونوں آیتوں کا تعلق ماضی سے ہے مستقبل سے نہیں۔ اگر رسولوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے تو شریعت کا سلسلہ بھی جاری ماننا پڑے گا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم نے قرآن کریم سے جو چند آیتیں پیش کی ہیں ان سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی بھی شخص کو یہ منصب نہیں سونپا جائے گا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے یا جزئی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ امت مسلمہ کے متفقہ فیصلے اور اجماعی عقیدے کے مطابق کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

# مرزا قادیانی کی اکھ مٹکے کی شادی

محمد طاہر رزاق' لاہور

تقریباً ایک صدی پیشتر مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور میں ایک نہر کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اس نہر کو قادیان سے دو اڑھائی میل مغرب کی جانب سے بھی گزرنا تھا۔ قادیان کے قریب جب اس نہر کی کھدائی شروع ہی تو محکمہ نہر کے ایک ملازم میر ناصر نواب کی ڈیوٹی اس نہر پر لگی۔ میر ناصر نواب دہلی کا رہنے والا تھا اور ملازمت کے سلسلہ میں بمعہ اہل و عیال یہاں آیا تھا اور قادیان کے قریب ایک گاؤں "تتلہ" میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ قادیان میں اس کی ملاقات ایک شخص مرزا غلام قادر سے ہوئی تھی اور تھوڑی ہی مدت بعد یہ ملاقات ایک گہری دوستی میں بدل جاتی ہے۔ ایک دن میر ناصر نواب کی اہلیہ بیمار ہوجاتی ہے۔ پردیس میں آیا ہوا میر ناصر نواب بیماری سے پریشان ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس پریشانی کا اظہار اپنے دوست مرزا غلام قادر سے کرتا ہے۔ مرزا غلام قادر اسے کہتا ہے کہ تم فکر نہ کرو میرا باپ ایک ماہر طبیب ہے۔ تم بیوی کو لے کر میرے گھر آجانا۔ میں والد صاحب سے اس کا علاج کروا دوں گا۔ میر ناصر نواب بیوی کو لے کر قادیان پہنچتا ہے۔ اس کے دوست مرزا غلام قادر کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ مریضہ کی نبض دیکھتا ہے اور ایک نسخہ لکھ دیتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد دونوں کی دوستی اور پکی ہوجاتی ہے۔ اس واقعہ سے کچھ مدت بعد غلام قادر کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ فوت ہوجاتا ہے۔ مرزا غلام قادر میر ناصر نواب سے کہتا ہے کہ آپ گاؤں "تتلہ" میں رہتے ہیں۔ وہ گاؤں بدمعاشوں کا گاؤں ہے اور آپ پردیسیوں کا وہاں رہنا مناسب نہیں۔ میں گورداسپور میں رہتا ہوں اور ہمارا قادیان والا مکان خالی پڑا ہے۔ میرا چھوٹا بھائی مرزا غلام احمد اس مکان کے ایک حصہ میں رہتا ہے اور وہ بھی کبھی کبھی گھر آتا ہے ورنہ اس کا زیادہ تر وقت باہر ہی گزرتا ہے۔ اس لئے آپ کو پردہ وغیرہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔ میر ناصر نواب مرزا غلام قادر کی پیشکش کو قبول کرلیتا ہے اور اپنی فیملی کو لے کر قادیان منتقل ہوجاتا ہے۔ یہاں پہنچتے ہی مرزا غلام احمد اور میر ناصر نواب کی بیوی کے محبت بھرے تعلقات استوار ہوجاتے ہیں۔ طائر محبت آسمان سے باتیں کرنے لگتا ہے اور دونوں ایک دوسرے پر دل نثار کرنے لگتے ہیں۔ دونوں اطراف سے تحائف کا تبادلہ شروع ہوجاتا ہے۔ جب ان محبت بھرے خفیہ تعلقات کا پتہ مرزا غلام قادر کی بیوی یعنی مرزا غلام احمد کی بڑی بھاوج کو چلتا ہے تو وہ ناجائز تعلقات کا سختی سے نوٹس لیتی ہے۔ جس سے محبت بھرے جوڑے اور غلام قادر کی بیوی کی ٹھن جاتی ہے۔ اس ساری صورت حال کو مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت المہدی میں میر ناصر نواب کی بیوی اور اپنی نانی کی زبان سے یوں بیان کرتا ہے۔

بیان کو ذرا توجہ سے پڑھیے۔

"ان دنوں جب بھی تمہارے تایا (مرزا غلام قادر) گورداسپور سے قادیان آیا کرتے تھے تو ہمارے لئے پان لایا کرتے تھے اور میں ان کے واسطے کوئی اچھا سا کھانا تیار کرکے بھیجا کرتی تھی۔ ایک دفعہ جو میں نے شامی کباب ان کے لئے تیار کئے اور بھیجنے لگی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ گورداسپور واپس چلے گئے ہیں۔ جس پر مجھے خیال آیا کہ کباب تو تیار ہی ہیں میں ان کے چھوٹے بھائی (مرزا غلام احمد) کو بھجوا دیتی ہوں۔ چنانچہ میں نے نائن کے ہاتھ تمہارے ابا کو کباب بھجوا دیئے اور نائن نے مجھے آکر کہا کہ وہ بہت ہی شکر گزار ہوئے تھے اور انہوں نے بڑی خوشی سے کباب کھائے اور اس دن انہوں نے اپنے گھر سے آیا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ اس کے بعد میں ہر دوسرے تیسرے دن ان کو کچھ کھانا بنا کر بھجوا دیا کرتی تھی اور وہ بڑی خوشی سے کھایا کرتے تھے۔ لیکن جب اس بات کی اطلاع تمہاری تائی کو ہوئی تو انہوں نے بہت برا منایا کہ میں کیوں ان کو کھانا بھیجتی ہوں کیونکہ وہ اس زمانے میں تمہارے ابا کے سخت مخالف تھیں اور چونکہ گھر کا سارا انتظام ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ہر بات میں انہیں تکلیف پہنچاتی تھیں مگر تمہارے ابا صبر کے ساتھ ہر بات کو برداشت کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص 150 مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

یعنی بہت اصیت تھے۔ (ناقل)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاں اپنے شیطانی جال میں میر ناصر نواب کی بیوی کو جکڑ رکھا تھا وہاں اس نے میر ناصر نواب کی نوخیز بیٹی نصرت جہاں بیگم پر بھی اپنی حریص آنکھ رکھی ہوئی تھی اور لڑکی کو بھی اس نے رام کرلیا تھا اور وہ بڈھا کھوسٹ اس سے شادی رچانا چاہتا تھا۔ مرزا قادیانی کے پاس ماں بیٹی سے ملنے کے کھلے مواقع تھے اور وہ جی بھر کر ان سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ مرزائی بھی اس سے انکار کی جرات نہیں کرسکتے کیونکہ ان کی اپنی کتابیں مرزا قادیانی کی

خباثت پر گواہی دے رہی ہیں۔

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ (زوجہ مرزا قادیانی) نے کہ جب میں چھوٹی لڑکی تھی تو میر صاحب (یعنی خاکسار کے نانا جان) کی تبدیلی ایک دفعہ یہاں قادیان بھی ہوئی تھی اور ہم چھ سات ماہ یہاں ٹھہرے تھے۔ پھر یہاں سے دوسری جگہ میر صاحب کی تبدیلی ہوئی۔ تو وہ تمہارے تایا سے بات کرکے ہم کو تمہارے تایا کے مکان میں چھوڑ گئے تھے اور پھر ایک مہینہ کے بعد آکر لے گئے۔ اس وقت تمہارے تایا قادیان سے باہر رہتے تھے اور آٹھ روز کے بعد یہاں آیا کرتے تھے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے ان کو دیکھا تھا۔ خاکسار نے پوچھا کہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں آپ نے دیکھا تھا یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب رہتے تو اس مکان میں تھے مگر میں نے آپ کو نہیں دیکھا اور والدہ صاحبہ نے مجھے وہ کمرہ دکھایا جس میں ان دنوں حضرت صاحب رہتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص۵۷-۵۶ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ میر ناصر نواب پورا ایک مہینہ گھر پر نہیں۔ مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر ہفتہ کے بعد صرف تھوڑی دیر کے لئے قادیان آتا ہے۔ گھر میں میر ناصر نواب کے اہل خانہ کے ساتھ مرزا قادیانی گھسا ہوا ہے اور [illegible] شنیع حرکات میں مصروف ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

بیٹا' ماں سے پوچھ رہا ہے کہ کیا آپ نے شادی سے پہلے مرزا قادیانی کو دیکھا تھا۔ جس کے جواب میں نصرت جہاں بیگم کمال سادگی سے کہہ رہی ہے کہ انہیں تو نہیں دیکھا تھا مگر ان کا کمرہ دیکھا تھا۔ یعنی مکان دیکھا ہے' مکیں نہیں دیکھا۔

ہائے اس سادگی پہ کون نہ مرجائے

مرزا قادیانی نے نصرت جہاں بیگم سے شادی کے لئے اس کی ماں سے اصرار کیا تو اس کی ماں نے اسے جواب دیا۔ تھوڑی دیر صبر کرو میں تمہارے لئے راستہ بناتی ہوں تاکہ ہماری عزت بھی لوگوں کی نگاہوں میں محفوظ رہے اور تمہارا کام بھی بن جائے۔ نصرت جہاں بیگم کے لئے جو بھی رشتہ آئے گا۔ میں اس کے باپ سے اس رشتہ کے بارے میں انکار کروا کروں گی اور پھر جب پانچ سات رشتوں کو ٹھکرا دوں گی تو اس کے ساتھ ہی تمہارے لئے راہ ہموار کروں گی۔ میر ناصر نواب قادیان سے دفتری رخصت لے کر اپنے شہر دہلی واپس چلا جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر میر ناصر نواب کی بیوی اس سے کہتی ہے کہ اب نصرت جہاں بیگم اٹھارہ سال کی ہوگئی ہے' ہمیں اس کی شادی کا سوچنا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ اس سلسلہ میں ہمیں مرزا غلام احمد کی ضرور مدد لینی چاہئے کیونکہ وہ باثر اور تعلقات رکھنے والا آدمی ہے۔ میر ناصر نواب کی بیوی اسے شیشے میں اتار لیتی ہے اور میر ناصر نواب فوراً مرزا قادیانی کو اس بارے میں خط لکھتا ہے۔ اب اس کہانی کی صورت حال مرزا بشیر احمد سے سنئے۔ جسے وہ اپنی نانی کی زبانی بیان کر رہا ہے۔

"اس کے بعد ہم رخصت پر دہلی گئے اور چونکہ تمہاری اماں اس وقت جوان ہو چکی تھی۔ ہمیں ان کی شادی کا فکر پیدا ہوا اور میر صاحب نے ایک خط تمہارے ابا (مرزا قادیانی) کے نام لکھا کہ مجھے اپنی لڑکی کے واسطے بہت فکر ہے آپ دعا کریں کہ خدا کسی نیک آدمی کے ساتھ تعلق کی صورت پیدا کردے۔ تمہارے ابا نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں خود شادی کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ گو میری پہلی بیوی موجود ہے اور بچے بھی ہیں مگر آج کل میں عملاً مجرد ہی ہوں۔ وغیرہ ذلک۔

کتنی بے تکلفی تھی ساس اور داماد میں۔ یہیں سے دال میں کالا کالا پکڑا جاتا ہے۔ (ناقل)

میر صاحب نے اس ڈر کی وجہ سے کہ میں اسے برا مانوں گی مجھ سے اس خط کا ذکر نہیں کیا (اس بدھو کو کیا پتہ تھا کہ سارا کھیل ہی تیرا بنایا ہوا ہے۔ ناقل) اور اس عرصہ میں اور بھی کئی جگہ سے تمہاری اماں کے لئے پیغام آئے۔ لیکن میری کسی جگہ تسلی نہ ہوئی حالانکہ پیغام دینے والوں میں سے بعض اچھے اچھے متمول آدمی بھی تھے اور بہت اصرار کے ساتھ درخواست کرتے تھے۔

بالآخر ایک دن میر صاحب نے ایک لدھیانہ کے باشندے کے متعلق کہا کہ اس کی طرف سے بہت اصرار کی درخواست ہے اور ہے بھی وہ اچھا آدمی۔ اسے رشتہ دے دو۔ میں نے اس کی ذات وغیرہ دریافت کی تو مجھے شرح صدر نہ ہوا اور میں نے انکار کیا۔ جس پر میر صاحب نے کچھ ناراض ہو کر کہا کہ لڑکی اٹھارہ سال کی ہوگئی ہے کیا ساری عمر اسے یونہی بٹھا چھوڑو گی۔ میں نے جواب دیا کہ ان لوگوں سے تو پھر غلام احمد ہی ہزار درجہ اچھا ہے۔ (تیر چلا دیا۔ ناقل) میر صاحب نے جھٹ ایک خط نکال کر میرے سامنے رکھ دیا کہ لو پھر مرزا غلام احمد کا خط بھی آیا ہوا ہے۔ (کسی ذریعہ سے مرزا قادیانی کو خط بھیجنے کا پیغام بھجوا دیا ہوگا) جو کچھ ہو ہمیں اب جلد فیصلہ کرنا چاہئے۔ میں نے کہا کہ اچھا غلام احمد کو لکھ دو۔ چنانچہ تمہارے نانا جان نے اسی وقت قلم دوات لے کر خط لکھ دیا۔ (تیر نشانے پر لگا۔ مبارک ہو۔ ناقل) اور اس کے آٹھ دن بعد تمہارے ابا دہلی پہنچ گئے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۱۰-۱۱۱ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

میر ناصر نواب کے دہلی جانے کے وقت سے لے کر شادی کی ہاں ہونے تک کے درمیانی وقت میں مرزا قادیانی کے دل پر غم فراق کے آرے چلتے رہے۔ اس کی آنکھیں نصرت جہاں کو دیکھنے کے لئے ترپتی رہیں اور شب ہجر میں اس کا دماغ ابلتا رہا۔ اس کے دن انگاروں پر اور راتیں کانٹوں پر بسر ہوتی رہیں۔ وہ کس کرب' درد و سوز کے ساتھ چلاتا تھا۔ اس کیفیت کا پتہ ہمیں خود قادیانی ہی بتاتے ہیں۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح (مرزا قادیانی) موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے۔ جسے میں پہچانتا ہوں۔ بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

☆.○.☆

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے

☆.○.☆

سب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

☆.○.☆

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہوگئی خلقت خدا کی

☆.○.☆

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
میری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرت المہدی حصہ اول ص۲۳۲-۲۳۳ مصنفہ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

پچپن سالہ دولہا' اٹھارہ سالہ دلہن کو لینے کے لئے دہلی پہنچ گیا۔ بارات میں مرزا قادیانی کے قریبی ہندو دوست بھی شامل تھے۔ نکاح ہوا مرزا قادیانی اٹھارہ سالہ دلہن کو چپکے چپکے کرائی گاڑی میں بٹھا کر قادیان لے آیا۔ والدین نے بچی کے ساتھ ایک عورت کو بھی ساتھ بھیجا۔ قادیان پہنچ کر

نصرت جہاں بیگم اداس اداس اور گھبرائی رہنے لگی۔ وہ دیدے کھول کھول کر فضاؤں میں گھورتی رہتی اور کبھی کبھی ان اداس دیدوں سے موٹے موٹے اور گرم گرم آنسو گر کر اس کے کپڑوں پر پھیل جاتے۔ وہ آنسو بھری سرخ آنکھیں پونچھ کر پھر فضاؤں میں گھورنے لگتی گویا اڑ کر دہلی جانا چاہتی ہو۔ دل کا غم قلم کے ذریعے کاغذ پر پھیل گیا۔ یعنی نصرت جہاں بیگم نے اپنے والدین کو اپنی دلی کیفیات بیان کرتے ہوئے خطوط لکھے۔ جس کی گواہی اس کی ماں ان الفاظ میں دیتی ہے۔

"جب تمہاری اماں قادیان آئیں تو یہاں سے ان کے خط گئے کہ میں سخت گھبرائی ہوئی ہوں اور شاید میں اس غم اور گھبراہٹ سے مرجاؤں گی۔ چنانچہ ان خطوں کی وجہ سے ہمارے خاندان کے لوگوں کو اور بھی اعتراض کا موقع مل گیا اور بعض نے کہا کہ اگر آدمی نیک تھا تو اس نیکی کی وجہ سے لڑکی کی عمر کیوں خراب کی۔ اس پر ہم لوگ بھی کچھ گھبرائے اور رخصتانہ کے ایک مہینہ کے بعد میر صاحب قادیان آکر تمہاری اماں کو لے گئے۔ جب وہ دہلی پہنچیں تو میں نے اس عورت سے پوچھا جس کو میں نے دلی سے ساتھ بھیجا تھا کہ لڑکی کیسی رہی؟ اس عورت نے تمہارے ابا کی بہت تعریف کی اور کہا کہ لڑکی یونہی شروع شروع میں اجنبیت کی وجہ سے گھبرا گئی ہوگی ورنہ مرزا صاحب نے تو ان کو بہت ہی اچھی طرح سے رکھا ہے اور وہ بہت اچھے آدمی ہیں اور تمہاری اماں نے بھی کہا کہ مجھے انہوں نے بڑے آرام سے رکھا مگر میں یونہی گھبرا گئی تھی۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد واپس ہمارے پاس آگئیں۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۵۰۔۱۵۱ مصنف مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی)

اس مندرجہ بالا بیان کو پڑھ کر ذہن میں بہت سے سوال ابھرتے ہیں۔

نصرت جہاں بیگم کیوں اداس اداس اور پریشان پریشان رہی؟

نصرت جہاں بیگم کیوں گھبراہٹ سے مری جارہی تھی؟

تھوڑے دنوں کے بعد نصرت جہاں بیگم کا گھبرایا گھبرایا دل کیسے خوشی سے جھوم اٹھا؟

جب ہم ذہنوں پر زور دے کر ان سوالوں کے جواب تلاش کرتے ہیں تو خود مرزا قادیانی ہمیں ان تمام سوالوں کا جواب دے دیتا ہے۔ حوالہ پیش خدمت ہے۔

"اس شادی کے وقت مجھے یہ ابتلاء پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات مجھے تشنج قلب بھی ہوتا تھا۔ اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی۔ (دلہن کیا لینے گئے تھے؟ ناقل) اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔

غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی سے دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے الہام سے دو آئیں بتائیں اور میں نے کشفی طور پر یہ دیکھا کہ ایک فرشتہ (حکیم نور الدین۔ ناقل) وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوائیں میں نے تیار کی اور اس میں خدا تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھ کو دی گئی..... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور اپنے آپ کو خداداد طاقت میں پچاس مردوں کے قائم مقام پایا۔

(تریاق القلوب ص۶۸۔۶۷ مصنف مرزا قادیانی)

واہ رے بھگتا! بیوی تو اس راز کو چھپاتی رہی اور تو نے ہنڈیا چوراہے میں پھوڑ دی۔ دوائیوں کے سہارے اور دوستوں کے تعاون سے مرزا قادیانی کا گھر پرانی سائیکل کی طرح چوں چوں اور کھڑ کھڑ کرتا چل تو پڑا لیکن نصرت جہاں بیگم نے گھر کے ہر میدان میں مرزا قادیانی کو شکست فاش دیتے ہوئے نصرت کے ایسے جھنڈے گاڑے کہ گھر میں مرزا قادیانی کی حالت اس تانگے کے مریل گھوڑے کی طرح تھی جس پر آٹھ سواریاں لدی ہوں اور وہ سخت گرمی میں پسینے سے شرابور، چابک کھاتا اور منہ سے جھاگ نکالتا ہوا کھنڈے وار سڑک پر بٹالہ سے قادیان جارہا ہو۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ لاہور

قسط نمبر ۹

# تحریک ختم نبوت

# منزل بہ منزل

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا چار رکنی وفد لندن کی عظیم الشان کانفرنس سے فراغت اور حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہو کر دبئی پہنچ گیا۔ وفد میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی احمد الرحمان، جناب باوا، مولانا منظور احمد الحسینی شامل ہیں۔ وفد متحدہ عرب امارات میں کئی ہفتے رہے گا جہاں علماء و شیوخ سے ملاقاتوں کے علاوہ اجتماعات سے بھی خطاب کیا جائے گا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مطالبہ پر تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے ۱۰ قادیانی ٹیچروں کو تبدیل کروایا گیا جس پر مولوی فقیر محمد نے ڈائریکٹر تعلیم اسکولز فیصل آباد کا شکریہ ادا کیا ہے اور ان کے اس اقدام کو سراہا ہے۔

○ ایٹمی توانائی کمیشن جیسے حساس ادارہ میں ۳۵ قادیانی افیسرز اہم مناصب پر فائز ہیں۔ اس بات کا انکشاف ایٹمی توانائی کمیشن کے سربراہ ڈاکٹر منیر احمد نے "ہفت روزہ چٹان" لاہور کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔

ایٹمی توانائی کا ادارہ ایک حساس ادارہ ہے۔ اس نوع کے نازک ادارے قادیانیوں کی دست وبرد سے محفوظ ہونے چاہئیں اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ بڑے مراسم ہیں اور ان کا مشن تل ابیب میں موجود ہے۔ اسرائیل بار بار پاکستان کو دھمکی بھی دے چکا ہے کہ وہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو عراق کی تنصیبات کی طرح تباہ کردے گا۔ حکومت پاکستان کو عقل کے ناخن لیتے ہوئے قادیانیوں کو اس اہم ادارہ سے فی الفور علیحدہ کردینا چاہئے۔ ورنہ کسی وقت بھی پاکستان کے تمام اہم راز اسرائیل پہنچ سکتے ہیں۔ اور اسرائیل اپنے مذموم ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخی فیصلہ کی تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

## مجلس تحفظ ختم نبوت

## بہاولپور کی قرارداد

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنماؤں کی اپیل پر بہاول پور شہر کی کئی ایک مساجد میں یوم ختم نبوت ۷ر ستمبر منایا گیا۔

جامع مسجد الصادق کے عظیم اجتماع سے مجلس بہاول پور

کے مبلغ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

ایک اجتماع دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت چوک شہزادی میں بھی منعقد ہوا جس کی صدارت مجلس کے امیر الحاج محمد زکریا نے کی۔ اجتماع سے علامہ غلام مصطفیٰ، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

علماء کرام نے مطالبہ کیا کہ ۷ر ستمبر کو سرکاری سطح پر یوم ختم نبوت منایا جائے قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔ ان کی ملت اسلامیہ کے خلاف شرانگیز سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

## مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانی شامل تھے

ظہیر احمد فرید

مردان ۔ بنگلہ دیش ڈیموکریٹک لیگ کے نائب صدر اور مولوی فرید احمد کے صاحبزادے ظہیر احمد فرید نے کہا ہے کہ اگر پاکستان میں صحیح جمہوریت ہوتی تو بنگلہ دیش نہ بنتا ۔ انہوں نے کہا کہ قائد اعظم کی وفات کے بعد پاکستان کو صحیح لیڈر نہ ملا۔ اور جو کوئی اقتدار میں آیا اس نے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے ملک کو ہاکی اسٹیڈیم کی طرح اپنے لئے استعمال کیا۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش کے قیام میں نوکر شاہی، قادیانیوں اور مشرقی پاکستان کے ہندو اساتذہ نے اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حمود الرحمان کمیشن کی رپورٹ شائع کرکے ان چاروں کو بے نقاب کیا جائے جو سقوط مشرقی پاکستان کے ذمہ دار ہیں۔

(جنگ لاہور ۲۶ر ستمبر)

## لیاقت علی خان کو قادیانیوں نے قتل کیا

ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے ہٹانے سے باز رکھنے کے لئے قائد ملت کو قتل کیا گیا تھا۔ اس بات کا انکشاف بیرسٹر شمین خان کی رہائش گاہ پر ہونے والی ایک پریس کانفرنس میں کیا گیا پریس کانفرنس میں کہا گیا کہ ایک بزرگ صحافی نے شہادت دی ہے کہ لیاقت علی خان راولپنڈی کے جلسہ عام میں ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کے عہدہ سے ہٹانے والے تھے مگر انہیں ابتدائی کلمات ادا کرنے کے بعد ہی گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ سر ظفر اللہ خان نے ایک جرمن شہری کو قادیانی بنایا اور راولپنڈی کے ڈی۔ آئی جی کی بیٹی سے اس کی شادی کرادی۔ یہ ڈی۔ آئی جی قادیانی تھا۔ اس نے قائد ملت کے قاتل سید اکبر کو گولی مار کر ہلاک کروایا تھا۔ تاکہ اس گھناؤنی سازش کے تار نہ کھل سکیں۔ بیرسٹر شمین خان نے بتلایا کہ لیاقت علی خانؒ کے قتل کے

سلسلہ میں جسٹس منیر خان اور اختر حسین کی رپورٹ جلد شائع کر دی جائے گی۔

(نوائے وقت لاہور ۔ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۸۵ء)

قائد ملت کی شہادت کے بارے میں یہ انکشاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک سابق امیر خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے بھی کیا تھا جو ۱۹۵۳ء کے فسادات کی انکوائری رپورٹ میں چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

○ مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو اسمبلی کے اجلاس پر مظاہرہ کیا جائے گا۔

لاہور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا ایک اجلاس مجلس عمل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خان محمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں بعض سیاسی رہنماؤں کی قادیانیت نوازی اور ان کی پشت پناہی کے طرز عمل پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔۔۔ یہ طرز عمل ملک و ملت کے لئے قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ مجلس عمل نے مطالبہ کیا کہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس پر حقیقی معنوں میں عمل کیا جائے۔

ایک قرارداد میں کہا گیا کہ شہداء ساہیوال کیس کی سماعت مکمل ہوجانے کے باوجود مجرموں کے خلاف سزاؤں پر عمل درآمد نہ ہونے پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ کیس کا فیصلہ جلد از جلد سنایا جائے۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا اگر مجلس عمل کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو مجلس عمل میں شامل تمام جماعتوں کے نمائندے قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے موقع پر خاموش مظاہرہ کریں گے۔

اجلاس میں مولانا عزیز الرحمان جالندھری، میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبد الحکیم راولپنڈی، مولانا اللہ وسایا، مولانا منظور احمد چنیوٹی، ملک اکبر ساقی، علی غضنفر کراروی، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا گلزار احمد مظاہری، مولانا عبد الرشید ارشد شریک ہوئے۔

(رپورٹ ختم نبوت)

## مرزائی مبلغ اسلم قریشی کا امریکہ میں قتل

صدیق آباد (ربوہ) اخباری اطلاعات کے مطابق ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کے لئے امریکہ سے ایک مرزائی مبلغ اسلم قریشی کی لاش پہنچی ہے جسے نامعلوم افراد نے کار روک کر گولی ماردی تھی۔

(خدام الدین لاہور ۱۹ر ستمبر ۱۹۸۳ء)

مرزائی مبلغ کا قتل درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی ہے کہ مرزائی تخریب کارو تم علماء اسلام کو قتل کرو گے تو تمہارے مبلغ بھی نہیں بچ سکیں گے۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا

سخت گیرد دیر گیرد مرزا

## ظفر اللہ خان قادیانی کے لئے دعائیں مانگنے والے

## اپنے ایمان کی خبر لیں ۔ مولانا اجمل خان

لاہور ۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب صدر مولانا محمد اجمل خان نے ایک استقبالیہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنجہانی ظفر اللہ خان قادیانی کی مغفرت کی دعائیں کرنے والے (صدر مملکت، محمد خان جونیجو، حنیف رامے) اپنے ایمان کی خبر لیں ۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ انہوں نے کہا کہ ظفر اللہ خان قادیانی سات سال تک وزارت خارجہ کے منصب پر فائز رہا جس نے وزارت خارجہ کے علاوہ دیگر محکموں میں بھی قادیانیوں کو اعلیٰ اسامیوں پر مسلط کر دیا اور ملکی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ انہوں نے مذکور کے وزارت کے زمانہ کا ایک واقعہ سنایا کہ وہ ایک مرتبہ ٹرین پر سفر کر رہا تھا ٹرین حادثہ کا شکار ہو گئی مگر ظفر اللہ خان بچ گیا۔ مرزائیوں نے تعریفوں کے پل باندھ دیئے۔ یہ واقعہ جب حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سامنے لایا گیا تو شاہ جیؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے ابھی زندہ رکھنا چاہتا ہے یہ اس کے اقتدار کے عروج کے دن ہیں ۔ جب تک اپنی جماعت کی ذلت و رسوائی اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھے گا اس پر موت واقع نہیں ہوگی۔

(تلخیص از خدام الدین ۲۸ر ستمبر ۱۹۵۲ء)

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید ۔ جو پیش گوئی حضرت شاہ صاحبؒ نے کی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے ۔ انہیں اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روکا گیا ان کے نوے سالہ جلسہ پر پابندی عائد ہوئی ۔ مرزائی جماعت کا گرو گھنٹال یہاں سے بھاگا۔ ظفر اللہ خان نے یہ رسوائیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور پھر عبرتناک موت مرا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

قادیانی جماعت نے آنجہانی ظفر اللہ خان کو ربوہ میں امانتاً دفن کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ پاکستان کے بجائے اکھنڈ بھارت اور قادیان کے وفادار ہیں جو لوگ آنجہانی مذکور اس کی نام نہاد خدمات پر خراج تحسین پیش کر رہے ہیں ان کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ جو لوگ وطن کے وفادار ہوتے ہیں وہ اپنے دیس کی مٹی میں دفن ہونا پسند کرتے ہیں ۔ آنجہانی کی "امانتاً" تدفین مرزائی جماعت کی حب الوطنی کا مدو ارب واضح "ثبوت" ہے۔

## آنجہانی ظفر اللہ خان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے ایمان

## ونکاح کی تجدید کرائیں

اس بات کا اعلان بہاولپور کے دیوبندی و بریلوی علماء کرام نے اپنے متفقہ فتویٰ میں کیا۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ آنجہانی مذکور مرتد تھا۔ مرتد اور غیر مسلم کی نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا حرام ہے۔ جن لیڈروں نے ظفر اللہ کی نماز جنازہ پڑھی انہوں نے حرام کو حلال کیا۔ قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کی رو سے حرام کو حلال سمجھنے والا یا حلال کو حرام سمجھنے والا کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ لہٰذا اسے دوبارہ علی الاعلان توبہ کرکے تجدید اسلام کرنا چاہئے۔ اور تجدید نکاح بھی۔

اس فتویٰ پر مفتی شہر مولانا مفتی غلام فرید" خطیب شہر مولانا قاضی عظیم الدین علوی" مولانا قاضی رشید احمد' شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف' مفتی عطاء الرحمان' مولانا شفیق الرحمان درخواستی' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا محمد یوسف' مفتی حبیب الرحمان درخواستی' مولانا عبد الحکیم بریلوی' مولانا محمد معاذ' مولانا شمس الدین انصاری اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دستخط کئے۔

## کل پاکستان چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد

کل پاکستان چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد کالونی ربوہ میں نہایت تزک و احتشام سے مورخہ ۲۴، ۲۵ر اکتوبر بروز جمعرات' جمعہ منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے مولانا عزیز الرحمان جالندھری' نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے کل چھ اجلاس ہوئے۔

باقی آئندہ

## مصری فلمی دنیا میں اسلامی انقلاب

عبدالغفار عبدالرحمان عزیز

کل میں نے ڈھیر سارے نئے کپڑے خریدے' نئی پتلونیں' نئے اسکرٹ' نئے بلاؤز نہ جانے کیا کیا۔ رات کو تھک ہار کر واپس لوٹی اور تازہ خریداری کو دوبارہ کھول کر دیکھے بغیر ہی سوگئی۔ آج صبح اٹھی۔ منہ ہاتھ دھوتے دھوتے وضو ہی کر ڈالا اور پھر جی میں آئی کہ چلو آج نماز بھی پڑھ ڈالو۔ میں نے پورے احترام سے سر ڈھانپا اور نماز شروع کردی۔ نماز کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے کل کے خریدے ہوئے پیکٹ کھولنا شروع کئے۔ سارے کپڑے باری باری دیکھنا شروع کئے۔ کپڑے مجھے عجیب و غریب سے لگے۔ اسکرٹ گھٹنوں سے اوپر تک تھے۔ شرٹس اور بلاؤز وغیرہ آدھے سینے سے بھی نیچے تک۔ میں بڑی دیر تک ان کپڑوں میں اپنے سراپے کا جائزہ لیتی رہی۔ سر ابھی تک نماز والے دوپٹے سے ڈھکا ہوا تھا اور اسی جائزے کے دوران اچانک موذن کی آواز سنائی دی۔ صبح سے بیٹھی ہوئی تھی ظہر ہوگئی۔ مجھے اچھا سا ہوا لیکن مزید حیران ہوئے بغیر مجھے دوبارہ اذان کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اذان کے الفاظ دل میں گھسے جارہے تھے۔ اذان ختم ہوئی تو میں بے اختیار اٹھی اور ظہر کی نماز کے لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے نیت باندھ لی۔ نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میری زبان سے ایسی دعا کے الفاظ ادا ہونے لگے جو نہ میں نے پہلے کہے تھے نہ سنے۔ میں بلا ارادہ مگر پورے ہوش و حواس سے ایک ایک لفظ کے معنی سمجھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

وبمالی فقیرۃ الیہا انت فلی غنی عنہ

پروردگار میں اس چیز کی ازحد محتاج ہوں جس سے تو بالکل بے نیاز ہے۔ میں کہے جارہی تھی اور روئے جارہی تھی۔ آنسو تھمنے سے پہلے ہی میں یہ قسم کھاچکی تھی کہ جو دوپٹہ نماز کے لئے اوڑھا ہے وہ اب کبھی نہیں اترے گا۔ میں نے کل خریدے ہوئے تمام ملبوسات ایک طرف رکھے اور ایک نئی زندگی کا آغاز کردیا۔

یہ کہانی ہے مصر کی مشہور و معروف ۴۳ سالہ اداکارہ فریدہ سیف النصر کی۔ جس نے بیسیوں فلموں' اسٹیج ڈراموں اور ٹی وی ڈراموں میں حصہ لیا اور فلمی دنیا میں صف اول کی اداکاراؤں میں شامل ہوئی۔ ہر طرح کے کردار کئے۔ لیکن دل کی دنیا بدلی تو چند ثانیوں میں گزشتہ ساری زندگی پر ندامت ہونے لگی اور دل میں ایک ہی جوت جاگ اٹھی کہ کس طرح اپنی سابقہ زندگی کا کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ کس طرح خود کو ایک بدلا ہوا انسان ثابت کرکے خدا کی رضا کا حقدار ہوا جاسکتا ہے۔ فریدہ اس نئے سفر میں تنہا نہیں ہے۔ گزشتہ تھوڑے ہی عرصے میں عالم عرب کی خاص طور پر مصری اداکاراؤں کی ایک بڑی تعداد فلموں سے توبہ کرکے اسلامی تہذیب اپنا چکی ہے۔ عریانی و اخلاقی انحطاط کی تاریکیوں سے نکل کر نور ہدایت میں آچکی ہے۔ جس ہفتے میں فریدہ نے توبہ کی۔ عین اسی ہفتے میں مصری سینما کی دو چوٹی کی اداکاراؤں سہیر رمزی اور سعد حمدی نے بھی اس عالم تاریک کو خیرباد کہنے کا اعلان کرتے ہوئے پردہ اختیار کرلیا۔ سہیر رمزی کا کہنا ہے کہ گزشتہ تقریباً" ایک سال سے وہ اسی شش و پنج اور سوچ و بچار میں تھی کہ اس روحانی عذاب سے کیسے نجات حاصل کروں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب یہ مسلسل عذاب کا طوق میری گردن سے نکل چکا ہے۔

واضح رہے کہ سہیر ماضی کی وہ اداکارہ ہے جس نے اپنی فلمی زندگی میں ہر طرح کے فضول کردار اپنائے۔ اعلان توبہ کے وقت بھی وہ ایک ٹی وی سیریل لمس محبت میں بنیادی کردار کرنے کی تیاریوں میں تھی۔ اس ڈرامے میں انھیں اپنے آخری خاوند فاروق الفیشاوی (جن سے وہ ایک سال قبل طلاق لے چکی تھی) کے ساتھ کام کرنا تھا۔ مگر ڈرامے کی ریکارڈنگ شروع ہونے سے قبل ہی دنیائے دل تبدیل ہوگئی اور اس نے فلمی دنیا کے تمام کنٹریکٹ منسوخ کردیئے۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے اپنی سابقہ زندگی سے متعلق کوئی گفتگو یا انٹرویو دینے سے انکار کردیا ہے۔ سہیر رمزی نے توبہ کے بعد مختصر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فلمی ستاروں میں شمولیت شہرت کے آسمانوں کو جا چھونا یا دولت کے انبار لگالینا یہ سب کچھ خاک میں مل جاتا ہے۔ باقی رہ جانے والی ذات صرف اللہ کی ہے اب صرف اس کی طالب رہوں گی۔

سحر حمدی مصری گلیمر کی ایک بہت معروف رقاصہ تھیں۔ انہوں نے بھی اب اپنی سابقہ زندگی سے برات کا اعلان کردیا ہے اور سہیر کی طرح ذات خداوندی کی طلب میں مصروف ہیں۔ توبہ کرنے والی فنکاراؤں نے ایک سنت قائم کرلی ہے کہ جب بھی کوئی نئی ساتھی ان کے ساتھ آملے وہ اس کے اعزاز میں ایک پروگرام دیتی ہیں۔ جس میں پورے قرآن کریم کی اجتماعی تلاوت ہوتی ہے اور آنے والی تائب ساتھی کا استقبال کیا جاتا ہے۔ یہ تمام گروپ مل کر مختلف علمائے کرام کے لیکچر سنتی ہیں اور مشہور قاری شیخ خلیل الحصری کے نام سے منسوب الحصری مرکز میں باقاعدہ اجتماعات منعقد کرکے اسلامی تعلیمات سے روشناس ہوتی ہیں۔ اس مرکز میں ہفتے میں دوبار خواتین کے پروگرام ہوتے ہیں جس سے مشہور علمائے کرام محمد الغزالی اسماعیل صادق جیسے اساتذہ مخاطب کرتے ہیں اور محترم زینب الغزالی بھی اکثر پروگرام کرتی ہیں۔ مشہور مغنیہ 'یاسمین الخیام' سے توبہ کے بعد پوچھا گیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں آپ لوگوں کی اتنی بڑی تعداد توبہ کرچکی ہے اس پر آپ کو حیرت نہیں ہوئی۔ یاسمین نے ایمان تازہ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ "نادان بچہ اگر روٹھ کر شفیق ماں کی آغوش سے دور چلا جائے تب تو حیرت ہو لیکن اگر وہی بچہ ماں کی گود میں واپس آجائے تو اس پر حیرت کیسی......؟" اب تک توبہ کرنے والی اداکاراؤں میں جو نام آئے ہیں۔ ان میں چند بڑے بڑے نام یہ ہیں۔ مدیحہ کامل' لیلیٰ طاہرہ' سوسن بدر' شہیرہ' شادیہ' عفاف شعیب' شمس البارودی' نسرین' امیرہ' ہالہ فواد' ہالہ الصافی' مدیحہ حمدی' کمیلیا الغزالی' عبدالرزاق اور حنان ثروت۔ ان اداکاراؤں' رقاصاؤں اور مغنیات کے علاوہ اب حال ہی میں ایک فلم پروڈیوسر ماجدہ حمید بھی پردہ و حجاب اپنا چکی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک لبنانی مغنیہ طروب بھی اس چکاچوند عالم تاریکی سے نکلنے کا اعلان کرچکی ہیں۔ مصری صنعت فساد اخلاق کی ان بہت ساری خواتین کے ساتھ ہی مرد اداکار بھی اسلامی تہذیب اپناتے ہوئے اختلاط و فساد کی دنیا سے نکل رہے ہیں۔ کاش ایسا انقلاب پاکستان کی فلمی دنیا میں بھی آجائے۔

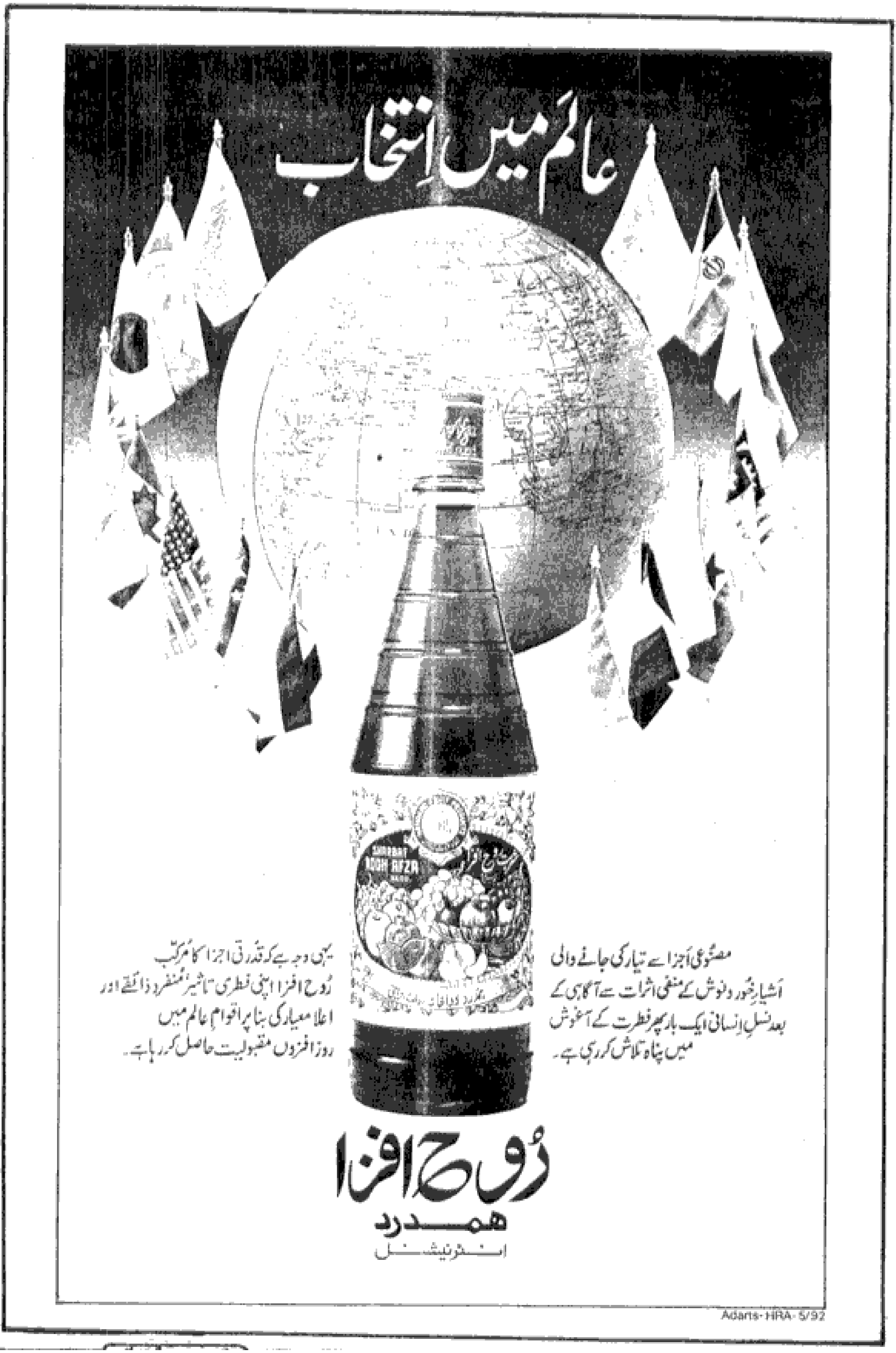
عالم میں اِنتخاب
مصنوعی اجزا سے تیار کی جانے والی
اشیائے خورد ونوش کے منفی اثرات سے آگاہی کے
بعد نسلِ انسانی ایک بار پھر فطرت کے آغوش
میں پناہ تلاش کر رہی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ قدرتی اجزا کا مرکب
رُوح افزا اپنی فطری تاثیر، منفرد ذائقے اور
اعلا معیار کی بنا پر اقوامِ عالم میں
روز افزوں مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔
رُوح افزا
ہمدرد
انٹرنیشنل
Adarts-HRA-5/92

خالص اور سفید
صاف و شفاف
شکر
(چینی)
باوانی شوگر ملز لمیٹڈ
کراچی
پتہ
حبیب اسکوائر ـــ ایم اے جناح روڈ [بندر روڈ] کراچی

ہم
نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی [پورسلین] کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں
آج کے دور میں
ہر گھر کی ضرورت
چینی کے برتن
استعمال میں اعلیٰ ـــ چلنے میں دیرپا
ایک بار آزمائیے
دادا بھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ ـــ ۲۵/بی سائٹ کراچی ـ فون نمبر ۲۹۱۴۳۹

# A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

| | |
|---|---|
| **Do you want:** | Your money should be spent on making Muslims into Apostates? |
| **Certainly your answer will be:** | No. |
| **But you are!** | Unintentionally, unknowingly. |
| **How:** | In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam. |
| **Do you know:** | A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah. |
| **What work this Centre does:** | It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates. |
| **Alas:** | Your money is used against your very Deen and you are unaware. |
| **Realise:** | You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis. |

**Mark:**

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

## *Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM*

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

# آٹھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس

بمقام: جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

مورخہ یکم اگست ۱۹۹۳ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
(الحدیث)

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

## کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم ○ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی — کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دینگے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ یو کے فون 071-737-8199